

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ذَكَرْتُكَ سَيِّدَ الْمُرَكَّبِيْنَ

مُسْتَجِيبِ

موبائے گل

تالیف

ریاض احمد صمدانی فاضل عربی و فاضل

ناشر

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

مَحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْمَقَلَيْنِ وَمِنْ عَشَرَةِ أَصْحَابِ عِزِّهِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دو جہاں اور جن و انس اور عرب و عجم کے سردار ہیں۔

ہر مرتبہ کہ بود در امکان بروست نغم
ہر نعمتہ کہ داشت خدا شد برو تمام

اَسْرَابِعِينَ فِي ذِكْرِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

مُسْتَحَب
مولائے کل

تالیف

ریاض احمد صمدانی فاضل عربی و فاضل

ناشر

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

مضامین کتاب ایک نظر میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹	وہ بیوں میں رحمت لقب پائے والا	۵	نذرانہ حقیقت
۳۰	جس کی نہیں نظیر وہ خاتمہ میں تو ہو	۶	تقریظ
۳۲	تو زندہ ہے واللہ	۷	حرفِ اول
۳۶	عظمت مقام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء	۱۰	حضرت عباس رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور
"	رسول مختار	۱۱	حضرت حسان رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور
۳۹	اقتیاد شفاعت	۱۲	حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ مولائے کل کے حضور
۴۱	بس اک اشائے سے سب کی نجات	۱۳	مصدق میری اس عرضداشت کا
"	ہو کے رہی	۱۴	کمالات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۴۲	مختار شریعت	"	جامع صفات انبیاء و رسل
۴۵	مالک شریعت	۱۸	امام الانبیاء
۴۷	خزائن الارض کا مالک	۱۹	سید بنی آدم
۴۹	قاسم نعم النبی	۲۰	بقامیکہ رسیدی در رسیدی
۵۱	قاسم جنت	۲۲	نگاہ عشق و مستی میں وہی اول
۵۳	نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا	۲۵	خاتم الانبیاء
۵۵	نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو گئی ہی	۲۷	محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم

محمد حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	مولائے کل
مؤلف	ریاض احمد صمدانی
طباعت	
کتابت	سید احمد شاہ تلمیذ جناب محمد شریف گل
تعداد	۱۰۰۰
ناشر	مکتبہ حامدیر گنج بخش روڈ لاہور
بار دوم	
قیمت	

۵۷	چاند دھڑے ہو گیا	علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۸۵	ہاتھ اٹھتے ہی ابرو رحمت چھا گیا	دقیقہ دان عالم
۸۷	دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم	وائے ماکان و ما یكون
۹۱	اکیس کھجوریں اور پچیس سال	مجھ سے جو چاہو پوچھو
۹۷	قطرے کو دریا کر دیا	ایک دن پہلے بتا دیا
۹۳	ٹوٹی ہڈی جڑ گئی	نگاہ نبوت
۹۵	آپ کا لعاب دہن اور حضرت علی	مشرق و مغرب کا مشاہدہ
۹۷	کی دکھتی آنکھ	چشم تو بنیدہ ما فی الصدور
۹۷	فراق حبیب میں ستون مسجد رو پڑا	حضرت عمار کی شہادت
۱۰۰	درخت کی اطاعت	قیصر و کسریٰ کی ہلاکت
۱۰۲	صلو علیہ وآلہ	عالم برزخ نگاہ مصطفیٰ میں
۱۱۰	جان رحمت پر لاکھوں سلام	اعجاز مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۱۱۲	حرفِ آخر	

نذرانہ عقیدت

میں اس نایز تالیف کو قدوۃ الواصلین، عمدۃ العارفين، شیخ المشائخ، شہدی اعلیٰ حضرت جناب الحاج خواجہ میر غلام محیی الدین صاحب غزوی دامت بکاتہم العالیہ زیرِ سب آستانہ عالیہ نقشبندیہ نیربان شریف کی بارگاہ کرامت پناہ میں پیش کرتا ہوں جن کے وجود گرامی سے لاکھوں کم گشتگانِ جادہ حق راہ ہدایت پر گامزن ہیں اور جن کی نگاہ کرم اور توجہ روحانی سے مجھ ایسے سیاہ کار کو اس مختصر کی تالیف و تربیت کا شرف حاصل ہوا۔

گر قبول افتخار و عز و شرف

نیا ساز گیں

ریاض احمد صمدانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

حرف اول

حدوثِ ناسکے قابلِ حق تعالیٰ جل جلالہ کی وہ بزرگ و برتر ذات ہے جو مہربان و نفع
سے پاک ہے۔ وہ عزت و عظمت کا مالک، حکومت و سلطنتِ ارض و سما کا حاکم مطلق ہے
کوئی اس کی الوہیت و وحدانیت اور ذات و صفات میں دخیل و شریک نہیں وہ حدود
حدود و ابتدا و انتہاء کی قید سے مبرا ہے وہ صمد ہے۔ ضرورت و احتیاج اور زمان و
مکان سے بے نیاز ہے۔

اور صلوة و سلام کے پھول بچھا دیں اس نبی آخر الزماں رحمت رب و جہاں
احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی ذاتِ قدسی صفات پر جس کو اللہ تعالیٰ نے ذات و
صفات اور جمال و کمال میں کیا پیدا فرمایا کہ سید المرسلین اور خاتم النبیین ایسے مناصب
رفیع پر متمکن فرمایا اور عبدیت و محبوبیت کے اس بلند ترین مقام پر فائز کیا جہاں کسی
نبی مرسل اور ملکِ مقرب کی رسائی نہیں وہ پیکرِ رحمت جس کی رحمت عالمین کی
وسعتوں کو سمیٹے ہوتے ہے وہ رسولِ مکرم جس کی نبوت و رسالت کا سکہ ارض و سما
میں جاری ہے۔ وہ مولا سے کل جس کی سیادت و امامت کا عظیم پرچم عرشِ مجید
پر لہرا رہا ہے۔ اور

وہ قاج جس کا پرچم اعلیٰ نگاہی گھردوں
وہ اُمّی جس کے آئینے عقل کل ہے غلط ہستی

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد شریف صاحب ہزاروی مظاہر العالی
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
اما بعد رسالہ مولائے کل مولفہ محبی و مخلصی فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد
ریاض احمد صاحب صمدانی میں نے جو حرفِ فاجر چڑھا اور بعض مقامات کی اپنی ناقص
استعداد کے مطابق تصحیح بھی کی ہیں تو اردو میں لاتعداد رسائل نبی کریم علیہ التحیۃ و التسلیم
کی مدح ثناء اور فضائلِ مناقب میں عاشقانِ جمالِ مصطفیٰ علیہ السلام نے سپردِ قلم
کیے ہیں لیکن رسالہ مذکور بھی اسمِ باسْمیٰ ہے اس میں فاضل جلیل نے نہایت احسن
پیرایہ میں اختصار سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات و مناقب اور
فضائل کو پیش کیا ہے اور رسالہ کی ابتداء و انتہاء صحاح ستہ کو بنایا ہے
اللہ تعالیٰ مولف رسالہ ہذا کے علم و فضل میں مزید برکت فرمائے
میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولف کی سبھی جلیلہ کو قبول فرمائے اور آئندہ مزید
اس سلسلہ میں توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی
نور الانوار و النبی الختار۔

محمد شریف ہزاروی
گوجرانوالہ۔

وہ شاہ بوریا مند، سکھایا جس نے دنیا کو
یراغاز جہانگیری، یہ آئین جہانبانی
نما جانے خود اس سرکار کا کیا مرتبہ ہو گا
غلام بارگاہ جس کے کہیں ما اعظم شانی

ایک عرصہ سے میری یہ آرزو تھی کہ احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ کی روشنی میں
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور کمالات جلیلہ نہایت آسان
اور سادہ زبان میں لکھوں تاکہ ہر شخص آپ کے مرتبہ کو پہچان کر آپ کی محبت و عقیدت
اور اطاعت و متابعت میں ثابت قدم رہے اور دورِ جدید کے الحادی فتنوں اور
گمراہی کی بادِ سموم سے اپنے سر یاہ ایمان کو محفوظ و مامون رکھ سکے کیونکہ جب تک
مسلمان کا دل عظمتِ مقامِ مصطفیٰ سے بے نیاز اور عشقِ رسول میں سرشار ہے وہ وہاں
میں رہ بند و سرفراز رہے گا۔ عزت و عظمت اور فتح و نصرت اس کے قدم چومتی ہے
گی اور دنیا کی کوئی طاقت اسے راہِ حق سے نہ ہٹا سکے گی۔

دردِ دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے مازنامِ مصطفیٰ است

لیکن تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ مدح و ثناء بیان کرنے کی
کس زبان میں طاقت اور آپ کے محمد و مناقب لکھنے کی کس قلم میں جرات جن
کی تعریف و توصیف میں انبیاء اور ملک مقرب رطب اللسان ہیں بلکہ خود خالق
ارض و سماء اپنی مقدس اور لافانی کتابِ کریم میں آپ کا ثنا خوان ہے جن کی بارگاہِ
عظمت پناہ کے آداب قرآنِ حکیم سکھاتا ہے جن کے دربارِ عالی کی عظمت و حرمت

کا یہ عالم ہے کہ،

ادب کا ہیست زیرِ آسمان ازعرشِ نازک تر

نفسِ گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ایسی شان کی ذاتِ گرامی صفات کی تعریف میں کچھ لکھنا یا بیان کرنا آفتاب کو
چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر یہی مناسب سمجھا کہ
اس مولائے کائنات کے محمد و مناقب کا قصیدہ ان ہی کے ارشاداتِ نبوت
کی روشنی میں مرتب کیا جائے یعنی آپ کی وہ شان بیان کی جائے جو خود آپ نے
اپنی شان بیان فرمائی ہے چنانچہ اس مقصد کو سامنے رکھ کر صحاح ستہ جیسی مستند اور
ہر مکتب فکر کی تسلیم شدہ کتب حدیث سے چالیس منتخب احادیث صحیحہ کا نہایت آسان
اور جامعہ ترجمہ کیا گیا ہے اور تقریباً ہر حدیث کے مفہوم کی وضاحت کے لیے
اس کے دیگر شواہد، ارشادات صحابہ اور محدثین عظام کی تشریحات سے مدد لی گئی
ہے تاکہ حدیث کا معنی سمجھنے میں کوئی دشواری پیدا نہ ہو۔

مختلف مضامین کتاب پر ایک نگاہ ڈالنے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان
میں تسلسل اور باہمی ربط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ فی الحقیقت ازاول تا آخر تمام مضامین
صرف اسی ایک رشتہ تعلق میں مربوط ہیں کہ وہ سب تاجدارِ عرب و عجم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات و کمالات کے آئینہ دار ہیں پھر بھی مؤلف اپنی
کم علمی اور بے مائیگی کے اعتراف کے ساتھ اہل نظر سے براہِ امید رکھتا ہے کہ وہ اس
کے فکر و نظر کی لغزشوں اور قلم کی کوتاہیوں سے اغماض فرما کر اصلاحِ احوال کی
گوشش کریں گے۔

ریاض احمد صدیقی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور

مَنْ تَبَلَّهَا طَبَّتْ فِي الظَّلَالِ وَفِي ، مُسْتَوْدَعٌ حَيْثُ يُخَصَّفُ الْوَسْقُ
 یا رسول اللہ آپ بل والا جنت کے میدان میں ملاں تھے وہاں آپ صلہ آپم میں مسجد بنائے ہوئے اپنے بدن چھپاتے
 تُعْرَبُطُ الْبِلَادَ لَا يَشُرُ ، أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَ لَا عَلَقٌ
 پھر آپ نے جنت سے زمین پر نزول فرمایا صورت بشری میں اور نہ مضغہ وعلق کی شکل میں
 بَلْ نَطْفَةٌ تَرَكِبُ السَّفِينِ وَقَدْ ، الْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْعَرَقُ
 بلکہ ایک نطفہ کی اصل کی صورت میں، پھر کشتی کی طرح میں عمارت جسے سر نہ اور اس کے پجاریوں کو طوفان محض قرار کیا
 تَنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى سَاحِلٍ ، إِذَا مَضَى عَالِمٌ بَدَا طَبَقُ
 اسی طرح آپ کا نور ایک پشت کو دوسرے رحم کی طرف منتقل ہوتا رہا جب تک عالم گرد ہوتا تو دوسرا دور شروع ہو جاتا
 وَتَرَدَّتْ نَارُ الْخَلِيلِ هَكَذَا ، فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَخْتَرِقُ
 اور آپ حضرت نعل کی پشت میں نہاں آتش نور میں بھی رو دو فرمایا، اس طرح ان کو کیسے جلاتی
 حَتَّى اصْتَوَى بِسَيْفِكَ الْمُقَدِّسِ ، خُذْ فِ عُلْبٍ تَحْتَهَا يَنْطَلِقُ
 حتیٰ کہ آپ کا نانا کی شرفِ ولادت خندہ میں اس عظیم مقام پر فائز ہو کر باقی تمام خاندان اس کے سامنے فروتر تھے
 وَأَنْتَ لَنَا وَلِدْتُ أَشْرَقَتْ ، أَلَمْ تَرْضَ وَضَاعَتْ بِلُؤْسِكَ الْوُثْقُ
 اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو ساری زمین روشن ہو گئی اور آفاقِ عالم آپ کے نور سے منور ہو گئے
 فَمَنْحَرٌ فِي ذَالِكَ الصَّيَاحِ وَفِي الثَّوْبِ ، سُبُلُ الرِّشَادِ ، تَخْتَرِقُ
 اب ہم آپ کے اسی نور کی تابانی اور روشنی میں ، ہدایت کی راہوں پر رواں دواں ہیں

(مواسبہ لزمیہ)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور

خَلَقْتَ مَبْرُورًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خَلَقْتَ كِنَانًا شَدِيدًا
 یا رسول اللہ آپ کے ہر عیب سے پاک تخلیق فرمایا گیا، گویا آپ نے اپنے آپ کی نشا کے مطابق بنایا گیا
 وَأَخْصَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْبًا وَأَجَلٌ مِنْكَ لَمْ تَرَ لَيْسَ النِّسَاءُ
 اور آپ سے عین تر میری آنکھوں نے برگر نہیں دیکھا، بلکہ آپ سے جمل ترک کسی مال نے جناہی نہیں

أَعَزَّ عَلَيْهِ لِلْمَبْرُورِ نَحَاكُمْ مِنَ اللَّهِ مَشْهُودٌ يَوْمَ وَيُشْهِدُ
 اللہ نے مہرِ نبوت حضور کی پشت پر روشن فرمادی جس کی چمک وقتِ برطاب کی عظمت کی گواہی دیتی رہتی ہے
 وَصَحَّحَ إِلَهُ اسْمُ النَّبِيِّ مَعَ اسْمِهِ ، إِذَا قَالُوا فِي الْعَمَلِ الْمُؤْمِنُونَ أَشْهَدُ
 اور اللہ نے اپنے نبی کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا، جب باوجودِ وقتِ مؤذن اشہد کہتا ہے
 وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيُجْلِدَ ، ذَا الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ وَهَذَا مُحَمَّدُ
 اور حضور کی عظمت کے لیے ان کا نام اپنے نام سے نکالا ہے سرِ عرش والا خود تو محمد ہے اور حضور محمد میں
 صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مولائے کل کے حضور

مصدق میری اس عرضداشت کا

وہ دانائے سبیل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشنا فرمایا وادی سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ
(اقبال)



ریاض احمد صدیقی

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جَلَّتْ قَاصِدَاتُ
اسے سادات کے سردار ہیں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ کی خوشنودی کی امید لگتا ہوا اور آقا زمانہ آپ کی پناہ چاہ
أَنْتَ الَّذِي كُوِّدَتْ مَا خَلِقَ إِصْرُهُ كَلَّا وَلَا خَلْقَ الْوَسْرَى لَوْ كَا
کہ اگر آپ کے وجود گرمی نہ ہوتا تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا نہیں بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی پیدا نہ کیا جاتا۔
أَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَشَرُ الْكَسْبِيُّ وَالشَّمْسُ مُسَوِّقَةٌ بِشُورِكَ يَا
آپ وہ نور مجھ میں کہ چھوٹا چاند آپ کے نور سے روشن اور سورج آپ کے ہی کچھ نور سے منور ہے
أَنْتَ الَّذِي لَمْ تَكُنْ لَوْ شِئْتَ مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَانْزَلْهُ وَهُوَ أَبَا كَا
آپ کی وہ شان اگر حضرت آدم نے جب اپنا خطا کی بخشش کیلئے آپ کا وسیلہ پیش کیا تو ان کی مقرر ہوئی عالا کر وہ آپ کے
قَدْ مُقَّتْ يَاطَهُ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ طَرَأُفُ الْحَيَاتِ الْوَدَّيْ أَسْرَا كَا
اسے طہ لعل و آقا! آپ کو تمام نبیاء پر فوقیت حاصل اور عجیب ہے وہ شخص آپ کو عالم بالا کی سیر کراتی
وَاللَّهُ يَا يَسِينُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ فِي الْعَالَمَيْنِ وَحَقٌّ مِنْ أَلْبَا كَا
آمر و کونین! اللہ کی قسم تمام کائنات میں آپ کی مثل کوئی نہیں ہے اس کی قسم جس نے آپ کے نبوت دی
يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَثْرَى الْوَسْرَى جُدُّ لِي بِجُودِكَ وَارِضْنِي بِرِضَاكَ كَا
آئنا تمام کائنات زیادہ عزت والے ان مخلوق کیلئے خزانہ رحمت! اپنے جود و کرم مجھے ہی نواز دے اور اپنی رضا سے مجھے
أَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَوْ يَكُنْ لَوْ بِي حَقِيقَةٌ فِي الرَّاهِ سَوَا كَا
یا حبیب اللہ! میں آپ کے ہی جود و کرم کا طالب ہوں اور آپ کے سوا البتہ کفر کا دنیا میں کوئی سہارا نہیں

کمالاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

جامع صفاتِ انبیاء و رسل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عن ابن عباس قال جلس ناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج حتى اذا دنا منهم سمعهم يتكلمون قال بعضهم ان الله اتخذ ابراهيم خليلًا وقال اخو موسى كلمته تكليمًا وقال اخو عيسى كلمه الله وروحًا وقال اخو آدم اصفاه الله فخرج عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال قد سمعت كلامكم وعجبكم ان ابراهيم خليل الله وهو كذا اليك وموسى نبي الله وهو كذا اليك وعيسى روح الله وكلمته وهو كذا اليك وادم اصفاه الله وهو كذا اليك والا ناحب اليك ولا نحن وانا احملن لواء الحمد يوم القيامة نعلنه ادم فمن ذنبة ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع يوم القيامة ولا فخر وانا اول من يحرك خلق الجنة فيفتح الله لي فيدخل فيها ومعي فقراء المؤمنين ولا فخر وانا اكرم الاولين والآخرين على الله ولا فخر

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کرام بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ آپ ان کے قریب پہلے گئے آپ نے سنا کہ وہ باہمی کچھ اس طرح گفتگو کر رہے ہیں ایک صحابی بولے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا دوسرے بولے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا اور تیسرے بولے کہ حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ چوتھے صحابی بولے کہ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ بنایا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس جا کر فرمایا میں نے تمہاری ساری گفتگو سنی ہے اور تمہیں تعجب ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ اس شان کے مالک ہیں اور حضرت موسیٰ نبی اللہ (کلمہ اللہ) ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور حضرت عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ ہیں آپ ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور غور سے سنو! میں حبیب اللہ ہوں، میں اس پر تکبر نہیں کرتا اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اس کے نیچے حضرت آدم سمیت تمام مخلوق جمع ہوگی قیامت کے دن اول میں ہی شفاعت کروں گا اور اول میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور یہ تکبر کی بات نہیں، اور اول میں ہی جنت کی کنڈی ہلاؤں گا اور میرے ساتھ فقرائے مسلمان ہوں گے اللہ تعالیٰ میری خاطر جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرما دے گا یہ تکبر کی بات نہیں، بلا فخر میں اللہ کے نزدیک تمام اولین و آخرین سے زیادہ عزت رکھتا ہوں۔ (ترجمہ)

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جس قدر انبیاء کرام تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فرداً فرداً جو کمالات و درجہات مرحمت فرمائے وہ سب امام الانبیاء نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات جامع صفات میں موجود ہیں مندرجہ بالا حدیث اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں مگر نبی آخر الزماں ان سب سے افضل و اکمل ہیں کیونکہ آپ حبیب اللہ ہیں۔

تعالیٰ اللہ ذات مصطفیٰ کا حسن الٰہانی

کہ یکجا جمع ہیں جس میں تمام اوصاف امکانی

خلیل اور حبیب کا معنی اگرچہ محب و محبوب ہی کیا جاتا ہے لیکن ان دونوں میں ایک نہایت لطیف فرق ہے جسے علماء محققین نے یوں بیان فرمایا ہے کہ خلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا جویاں ہو اور حبیب وہ ہے جس کی رضا کا اللہ خود خواہاں ہو۔

چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نرالی شان محبوبی کا جلوہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محبوب خدا کے سامنے عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں دیکھتی ہوں کہ تمہارا رب تمہاری مہر خواہش کو پورا کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے۔

حدیث کے آخر میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان خصوصیات انبیاء ذات کا ذکر فرماتے ہیں جن کی بدولت حبیب اللہ تمام اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السلام

پر فوقیت رکھتا ہے۔ آپ نے بلا فخر بطور محدث نعت فرمایا میں اللہ کا حبیب ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا جس کے زیر سایہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور ساری خلق خدا جمع ہوگی میں شاخِ اول اور مشقِ الاول ہوں جنت کا دروازہ اول میں ہی کھولوں گا اور اول میں میرے فقر آدمی جنت میں داخل ہوں گے اور مجھے دربار الٰہی میں تمام اولین و آخرین سے زیادہ عزت و کرامت موصول ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں آپ کو خدا سے بلا واسطہ ہمکلامی کا شرف موصول ہے مگر آپ کلام حق سننے خود چل کر کوہِ طور پر جلتے ہیں اور حبیب اللہ وہ ہیں جنہیں خود خلاقِ ارض و سما بلقِ برقی و قمارِ صبح کر قابِ قوسین کی رفعتوں اور ذِی قُتْدٰلی کی عظمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

قصہ طود اور مسداج سے ہوتا ہے عیاں

اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے

علاوہ انہی متعدد احادیث سے تمام انبیاء کرام پر آپ کی فوقیت اور افضلیت ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جامع کلام دیا گیا اور کفار کے دلوں میں میری ہیبت ڈال کر میری مدد کی گئی میرے لیے مال غنیمت جائز کیا گیا ساری زمین میرے لیے مسجد اور سب طہارت بنائی گئی۔

اور مجھے تمام کائنات کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور میری ذات پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

امام الانبیاء

حدیث نمبر ۲۰۰: عَنْ أَبِي كَعْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَلِّبُ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ -

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں بلا فخر تمام نبیوں کا امام ہوں گا اور ان کی طرف سے دربار خلوندی میں خطیب اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں گا۔ ہر مذہبی مندرجہ بالا حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر اوصاف اور خصائص کے ساتھ لفظ یَوْمُ الْقِيَامَةِ موجود ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہے کہ حضور کو یہ مراتب اب حاصل نہیں بلکہ قیامت کے دن حاصل ہوں گے۔ اس کے متعلق محدثین نے یہ وضاحت کی ہے کہ حضور بلاشبہ اب بھی ان مراتب و درجات پر فائز ہیں لیکن آپ کی اس شان کا کامل اظہار قیامت کے دن ہوگا اس دن اپنے بیگانے سب تسلیم کر لیں گے اور آپ کی عظمت سب پر ظاہر ہو جائے گی۔

فقط اتنا سبب ہے العقاب و بزمِ عشر کا ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

سید نبی آدم

حدیث نمبر ۲۰۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدٌ وَلَدَ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يُشْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشْفَعٍ -

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سید و سردار ہوں گا اور اول میں ہی اپنے روضہ سے باہر آؤں گا اور اول میں ہی شفاعت کروں گا اور میری ہی سب سے پہلے شفاعت قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ نے جو خالقِ کل ہے اپنے حبیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالکِ کل اور سیدِ کل بنایا ہے آپ ارض و سما بحر و بر، شمس و قمر، لوح و قلم، حور و ملک، جن و بشر اور انبیاء و رسل سب کے سید و سردار ہیں کیونکہ جب آپ اشرف المخلوقین انسان اور پھر انسانوں میں بھی افضل ترین نفوس مبارکہ ابو البشر حضرت آدم سمیت تمام انبیاء و مرسلین کے سردار و سید ہیں تو آپ کی سیادت دیگر مخلوق کے لیے بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔

سید کا معنی: سید کس قدر و منزلت کا مالک ہوتا ہے یہ حقیقت سید کا معنی پڑھنے سے کھل جاتی ہے چنانچہ صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

السَّيِّدُ هُوَ الَّذِي يَقُوفُ قَوْمَهُ فِي الْحَيَرَةِ قَالَ غَيْرُكَ هُوَ الَّذِي
يَقْرَعُ الرِّيبَ فِي النَّوَاتِبِ وَالشُّدَايَةِ .

ترجمہ : سید اس کو کہتے ہیں جو خیر میں ساری قوم پر فوقیت رکھتا ہو۔ بعض نے کہا
ہے سید اس کو کہتے ہیں جس کی مصائب و تکلیف میں پناہ لی جائے ۔

بقامیکہ سیدی نہ رسد ہیج نبی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَدِيثُ مَبْرُورٍ فَالْكُلِيُّ حُلَّةٌ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقْوَمُ مَنْ
يَسِيرُ الْعَدَنَ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقْدُمُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي .
ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا : روز قیامت مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا اس کے بعد میں عرش الہی
کے داہنی طرف کھڑا ہوں گا۔ سو میرے تمام مخلوق میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس
جگہ کھڑے ہو سکے ۔ (ترمذی)

محدثین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو دایرے
رفیع الشان مقام عطا فرمائے ہیں جو آپ کے سوا کسی نبی کو نہیں دیے گئے ایک مقام
تو جنت میں ہے جس کا نام وسیلہ ہے اور دوسرا مقام محمود ہے جو محشر میں عرش الہی کے
داہنی طرف ہو گا۔ مذکورہ بالا حدیث میں اسی مقام محمود کا بیان ہے ۔

مقام محمود کا معنی ہے وہ جگہ جو سب کی تعریف کی گئی ہو چونکہ حضور علیہ السلام

جب قیامت کے روز جنتی پوشاک زیب تن فرما کر عرش خداوندی کے داہنی طرف
اس مقام محمود پر جلوہ فرما ہوں گے تو تمام انبیاء و رسل اور ساری خلق خدا
آپ کی اس جلالت شان کو دیکھ کر آپ کی تعریف کرے گی۔ اس لیے اس کا نام
مقام محمود ہے اور یہ عظیم منصب و مقام آپ کے سوا اور کسی کو نہیں ملے گا ۔

دارمی نے ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام سے
پوچھا گیا کہ مقام محمود کیا ہے ؟ تو حضور نے عشر کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا کہ پہلے
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو جنتی جوڑا پہنایا جائے گا اور اس کے بعد مجھے جنتی
پوشاک پہنائی جائے گی پھر میں عرش الہی کے دائیں طرف ایک ایسے مقام پر
کھڑا ہوں گا کہ تمام اولین و آخرین مجھ پر رشک کریں گے ۔ (اور وہ مقام محمود ہے)
قرآن حکیم میں حق تعالیٰ جل شانہ نے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس عظیم منصب یعنی مقام محمود پر فائز کرنے کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورت
بنی اسرائیل میں ارشاد ہے :

وَمِنَ النَّبِيِّينَ قَتَّحَجَّ
بِهِ نَافِلَةً لَكَ
عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا
مَّحْمُودًا .
اور اسے نبی رات کے کچھ حصہ (یعنی
نماز تہجد) میں قرآن پڑھے۔ یہ
صرف آپ کے لیے ہے بہت جلد
ہی تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود
پر کھڑا کرے گا ۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت و عظمت

کے جس بلند ترین منصب پر ممکن فرمایا ہے اولین و آخرین میں سے کوئی بھی اس منصب و مقام کو نہ پاسکا اس لیے کہا جاتا کہ کوئی شخص بھی نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات رفیعہ اور مقامات عظیمہ کو سمجھ نہیں سکتا ہے بلکہ گروہ انبیاء جن کے نفوس مبارکہ راگاہ الہی میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں وہ بھی مقام مصطفیٰ کو نہ پاسکے۔

نگاہ عشق وستی میں وہی اول

حدیث نمبر ۱۰۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ لَكَ الْكِبَرَةُ فَقَالَ وَأَدَّاهُمْ بَيْنَ الشَّوْجِ وَالْجَسَدِ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب عطا کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے نبوت اس وقت عطا کی گئی جب کہ آدم علیہ السلام بھی رُوح اور جسم کے درمیان تھے: (ترجمہ) زیر نظر حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اول الانبیاء اور قدرت الہیہ کا اولین شہکار ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے پہلے عطا کی تو لامحالہ آپ کی ذات و صف نبوت سے موصوف ہونے سے قبل مخلوق اور موجود تھی۔ اس لیے آپ کی ذات گرامی حقیقتاً اول المخلوق ہے۔

چنانچہ موصوف لدنیہ میں بسند عبدالرزاق روایت ہے کہ ایک دن حضرت طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار نبوت میں عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر

فرمان ہوں مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیا سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: **يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ** اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے **الْأَشْيَاءِ نُورٌ بَنِيَتْ مِنْ** پہلے تیرے ہی کے نور کو اپنے نور سے **نُورِهِ** پیدا فرمایا۔

یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ مواہب میں موجود ہے اس حدیث سے آپ کا اول المخلوق اور اول الانبیاء ہونا ثابت ہے اس حدیث سے یہ بات بھی اظہر من الشمس ہو گئی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اور اصلیت نور ہے بلکہ اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق آپ کے ہی نور کے فیضان اور پر تو سے پیدا فرمائی، کل مخلوق اور ہر نور میں نور محمدی کا جلود کار فرما ہے اور آپ سب انوار کی اصل ہیں۔

فَضَّلَى اللَّهُ عَلَى نُورِهِ كَرُودِ نُوْرِهِ مَا پید ا

زمین از حب او ساکن فلک بر حسن او شیدا

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں نور محمدی کے باب میں نقل کیا ہے۔ اور سات صحیح احادیث سے حضور کا نور اور اول المخلوق باولیت حقیقیہ ہونا ثابت کیا ہے اور یہی معنی ہے **قَدْ جَاءَكَ مِنْ رَبِّكَ نُورٌ** کا اور چونکہ آپ بظاہر جامعہ بشریت نبی تھیں فرما کر تشریف لائے اور تعلیم امت اور مقصد رسالت کی تکمیل کے لیے احوال

یسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ارشاد فرمایا ہے: خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ مِیْرِ
تخلیق اللہ کے نور سے کی گئی ہے۔ آپ کے سوا کسی کو یہ مرتبہ حاصل
نہیں۔

خاتم الانبیاء

حدیث نمبر ۱۰۰۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنِيٌّ وَمَثَلُ الْوَيْبِكَةِ كَمَثَلِ قَصْرِ أَحْسَنِ بَنِي آدَمَ نَزَلَ لَكَ مِنْهُ مَوْضِعٌ
لِبَيْتِهِ فُطَافٌ بِهِ النَّظَّارُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حُسْنِ بَنِي آدَمَ إِلَّا هُوَ ضَعَّ
تِلْكَ اللَّيْنَةَ فَلَمَّا نَاسَدَهُ ت مَوْضِعَ اللَّيْنَةِ حَتَّى رَفِيَ الْبَنِيَانُ
وَحَتَمَ رَفِيَ الرَّسُلُ وَفِي رِوَايَةٍ فَا نَا اللَّيْنَةَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی طرح ہے جو بڑا خوبصورت
بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ پرچ میں چھوڑ دی گئی دیکھنے والوں نے اسے گھوم
پھر کر دیکھا تو اس محل کے حُسن اور عمدہ تعمیر کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کرنے لگے مگر جو
ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے وہ بھلی نہیں لگتی۔ سو میں نے اس خالی جگہ کو مکمل کر دیا۔
اور میری ذات سے وہ محل کامل ہو گیا اسی طرح میری ذات پر رسولوں کا خاتمہ

بشریہ کو بھی اپنایا۔ اس اعتبار سے آپ نے اِنَّمَا كُنَّا بَشَرًا مَشْكُورًا فرمایا۔
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی لورائیت اور بشریت دونوں کو تسلیم کرنا ایمان
اور ان دونوں صفات میں سے کسی ایک کا قطعی انکار گمراہی اور ضلالت ہے اور
حق یہی ہے کہ حضور سہ

بشر صورت ملک سیرت میں نفل نوریزدانی
حضرت مجد الفانی رحمۃ اللہ علیہ تو ارشاد فرماتے ہیں کہ عالم ممکنات سے کوئی فرد بھی تخلیق
میں حضور علیہ السلام سے کوئی مناسبت اور مماثلت نہیں رکھتا، کیونکہ حضور کی تخلیق "نور"
حق سے ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی کے دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۱ کی یہ نورانی
باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق
یوحی فرد سے افراد عالم مناسبت باوندار دکر اوصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود نشاء
عنصری از نور حق جل و علا مخلوق گشتہ است۔ کما قال علیہ وعلی اللہ
الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ "و دیگران را این دولت میسر
نشده است۔"

ترجمہ: یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق و پیدائش
دیگر افراد انسانی کی طرح نہیں بلکہ تخلیق میں افراد عالم کا کوئی ایک
فرد بھی آپ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
باوجود عنصری پیدائش کے نور حق تعالیٰ سے مخلوق ہیں۔

ہو گیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے پس میں ہی اس قصہ نبوت کو مکمل کرنے والا
 آخری پتھر ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (صحیح بخاری و مسلم)
 سید الانبیاء والمرسلین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری
 نبی اور تمام نبیوں اور رسولوں کی نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کرنے والے رسول
 ہیں قرآن حکیم نے آپ کو آخری نبی اور خاتم النبیین قرار دیا ہے: وَلَیْکِنْ رَسُولُ
 اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔ اس حقیقت پر گواہ ہے اور بیسیوں احادیث اس
 مسئلہ کی تائید میں موجود ہیں۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ عظام اور علماء محققین کا اس بات پر
 اجماع ہے کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت و رسالت کا
 دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔

امام الائمہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف فقہ اکبر
 کی شرح میں علامہ قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں دَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ
 نَبِیِّنَا کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ۔ یعنی چارے نبی عربی کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بال
 جماع کفر ہے۔ ایوانیت والجماع میں شیخ اکبر سے منقول ہے کہ لَھٰذَا بَابٌ
 اُعْلِنَ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ لَا یُفْتَحُ اِلَّا بِحَدِّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ یعنی
 نبوت کا دروازہ محمد عربی کے وصال کے بعد بند کر دیا گیا ہے اب کسی کے
 لیے قیامت تک نہیں کھولا جاتے گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات شریف دفتر سوم میں

مکتبے میں کہ اول الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخر الانبیاء
 بنی خاتم الانبیاء حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر ۱۰۰۰۰ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ مُطْعَمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا
 اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِجُ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰهُ بِی الْکُفْرَ وَاَنَا الْعَاقِبُ
 الَّذِیْ یُخْشَوُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ
 بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔

ترجمہ ۱۰۰۰۰ حضرت حبیب بن مطلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اللہ
 علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میرا نام محمد ہے اور میرا نام احمد ہے
 میرا نام ماحج ہے اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر مٹائے گا اور میرا نام عاقب بھی ہے۔
 تمام لوگ قیامت کے دن، میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے میرا ایک نام
 عاقب ہے اور عاقب اسی کو کہتے ہیں جس کے بعد دوسرا کوئی نبی نہ ہو۔ صحیح بخاری و مسلم

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارک بے شمار ہیں ترمذی
 کی شرح میں ابن عربی سے آپ کے ہزار نام منقول ہیں۔ علامہ سیوطی نے
 آپ کے اسماء والقاب میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں
 انہوں نے حضور کے پانچ سو اسمائے گرامی درج کئے ہیں بشرح شامل ترمذی

کی ایک حدیث میں ہے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید میں میرے سات نام ہیں۔ محمد، احمد، یس، طہ، مزمل، مدثر اور عبد اللہ۔

محمد احمد و محمود خالقش دیرا بستود

ازوشد بود ہر موجود و زوشد دیدہ ہا بینا

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء والقباب کی یہ کثرت آپ کے اوصاف و کمالات کی وسعت و کثرت کی اُمید دار ہے اگر آپ کے باقی اوصاف و خصائص کو چھوڑ کر صرف آپ کے اسماء والقباب ہی کی وضاحت و صراحت کی جائے تو پھر بھی کما حقہ انسان آپ کے اوصاف بیان نہیں کر سکتا کیونکہ حضور کے مراتب و مدارج ایک بحر بی کراں ہے جس کی انتہا کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ کا ہر ایک اسم مقدس اپنے دامن معنی میں حضور کے قصائد و مناقب کے سینکڑوں بیش قیمت موتی لیے ہوئے ہے حضور کی اس عظمت و جلالت کو دیکھ کر آخر میں یہی کہنا پڑتا ہے کہ ۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
لَا يُمَكِّنُ الشَّيْءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بَعْدَ الْإِلَهِ أَنْتَ عَظِيمٌ بِلَا خَطَرٍ

ترجمہ ۔ اے پیکر حسن و جمال ! اور اے انسانوں کے سید و سر دار !

چاند آپ کے ہی رُخ انور سے منور ہے

کما حقہ آپ کی تعریف تو ہو ہی نہیں سکتی

بلاشبہ اللہ کے بعد آپ کی شان عظیم ہے

یعنی بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر بلا انطاری اور سحری کھائے کئی کئی دن روزے رکھا کرتے تھے صحابہ کرام نے بھی ایسا کرنا چاہا تو آپ نے انہیں ازراہ

شفقت منع فرمادیا کیونکہ ایسا کرنا بدنی کمزوری اور کئی ایک دنیاوی امور میں حرج کا باعث ہے یہ حضور کی شان کریبی ہے کہ آپ نے ایسی سخت مشقت کی عبادت

سے خود ہی منع فرمادیا مگر صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ! آپ خود تو ایسا کرتے ہیں اور ہمیں منع فرماتے ہیں تو آپ نے ایک مرتبہ راز سے پردہ اٹھاتے

ہوئے فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ ۔ میں تمہارے جیسا نہیں میری رات تو اس شان سے گذرتی ہے کہ میرا رب خود مجھے اپنے انوار و تجلیات کی مقدس

غذا کھلاتا اور پلاتا ہے۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے اس حدیث کے صدہا محارف اور نکات بیان کیے ہیں جن کا ذکر یہاں طوالت کا باعث ہے۔

بخاری شریف کتاب الصوم میں یہ حدیث چار مختلف الفاظ میں چھ جگہ موجود ہے۔ پہلی روایت تو یہی ہے کہ آپ نے فرمایا : اِنِّیْ لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ

میری حالت تمہاری حالت جیسی نہیں۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا : لَسْتُ مِثْلَکُمْ ۔ میں تمہاری مثل نہیں ہوں تیسری روایت میں ہے

آپ نے فرمایا لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ ۔ میں تم میں سے کسی جیسا نہیں۔ چوتھی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ آپ نے فرمایا : اَشْکُمْ مِثْلَیْ

مِثْلِیْ ۔ میں تم میں کون ہے ۔

فی الجملہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی ذات والاصفات ہمیشہ

وہابیوں میں رحمت لقب پائے والا

حدیث نمبر ۱۰۰۰۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَلْمُسْكِينُ قَالَ اِنِّي لَسَرَابٌ نَعَّانٌ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً ط

ترجمہ ۱۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دربار نبوت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مشرکوں پر بددعا کیجئے تو آپ نے فرمایا میں بددعا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا مجھے تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے (صحیح مسلم)

یوں تو ہر نبی اور رسول اپنے وقت اور اپنی قوم کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور باعثِ رحمت تھا لیکن حضور خاتم الانبیاء و المرسلین نبی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جس حیثیت اور امتیازی شان سے رحمت و راحت کا پیکر ہیں وہ صرف آپ ہی کا خاصہ ہے قرآن حکیم میں خدا نے لم یزل اے آپ کی عالمگیر رحمت کا ذکر ان مقدس الفاظ میں فرمایا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ اے نبی ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جس قدر لفظ عالمین معنوی لحاظ سے تمام موجودات ارضی و سماوی کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اسی طرح حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بے پایاں ارض و سما کی تمام مخلوق کو اپنی آغوشِ رحمت میں لیے ہوئے ہے جیسے خدا کی ربوبیت عام ہے ایسے ہی مصطفیٰ کی رحمت بھی عام اور ہر

ن کے لیے ثابت ہے۔

ذرا غور تو کیجیے وہ کون سی اذیت اور تکلیف ہے جو کفار مکہ نے آپ کو

میں دی حضور خود ارشاد فرماتے ہیں جس قدر مجھے راجحی میں تکلیف دی گئی ہے اتنی اذیت اور تکلیف کسی نبی کو نہیں دی گئی لیکن اس حقیقت کے باوجود جب آپ کو دشمنانِ رسالت پر بددعا کرنے کا عرض کیا جاتا ہے تو آپ کمالِ شانِ رحمتِ عالمینی سے فرماتے ہیں میں دنیا پر قہر و غضب بن کر نہیں آیا بلکہ مجھے کائنات کے لیے سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔

جس کی نہیں نظیر وہ تھا نہیں تو ہو

حدیث ۱۰۰۰۱ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَهَآؤُا اِنَّكَ لَوَاضِعٌ قَالَ اِنِّي لَسْتُ كَقَبِيضَتِكُمْ اِنِّي بَطْعَمُنِي سَابِقِي وَلَيْقِنِي۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے بلا افطار مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ خود دوپے و پرے بلا افطار روزہ رکھتے ہیں (اور ہمیں منع فرماتے ہیں) آپ نے فرمایا بیشک میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ مجھے تو میرا پروردگار کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اور بے نظیر ہے اور آپ کے افعال و اشغال کو اپنی ذات پر قیاس کرنا اور آپ کو ایک عام بشر تصور کرنا ایک ہمتی کے شایان شان ہرگز نہیں بلکہ اہل حق کے نزدیک یہ حرمِ انصیبی کی علامت ہے چنانچہ حضرت محمد و الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات کے تیسرے دفتر، مکتوب ۲۴ میں ارشاد فرماتے ہیں :

عجوبان کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بشر گفتند و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و صاحب دولتان کہ او را علی الصلوٰۃ والسلام بعنوان رسالت و رحمت عالمیان دانستند و از سائر ناس ممتاز دیدند و بدولت ایمان مشرقت گشتند و از اہل نجات آمدند ۔

ترجمہ : راجن ناسمجھ لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا اور آپ کو دوسرے عام انسانوں کی طرح سمجھا وہ بالآخر منکر ہو گئے اور رجن خوش نصیبوں نے آپ کو رسول اللہ اور رحمت للعالمین کی حیثیت سے دیکھا اور آپ کو تمام لوگوں سے ممتاز اور بلند و بالا سمجھا وہ دولتِ ایمان سے مشرف ہو کر اہل نجات میں شامل ہو گئے ۔

تو زندہ ہے واللہ

حدیث نمبر ۱۰ : عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ الصَّلَاةُ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ

مَلْفُودٌ يَشْهَدُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَى رَجُلٍ مِنْ صَلَواتِهِ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا قَالَ وَقُلْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَضَرَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ الْجَسَدَ الْأَنْبِيَاءِ فَيَبْقَى مَدَى حَيَاتِي مُبَرِّقٌ ۔

ترجمہ : حضرت ابو درود اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجا کرو۔ کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور باتشک و شہبہم درود پڑھنے والے کا درود سیر سامنے پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود سے فارغ ہو جائے۔ ابو درود کہتے ہیں میں نے اپنا حضور کیا آپ کی وفات کے بعد بھی درود آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیاء کے اجسام کو کھائے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو (قبروں) میں رزق دیا جاتا ہے ۔ (ابن ماجہ)

مذکورہ بالا حدیث سے کئی ایک مسائل کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اول یہ کہ جمعہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے کیونکہ آپ نے اس دن بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارا درود آقائے دو جہاں کے حضور پیش ہوتا ہے اور یہ بات آپ کے زمانہ حیات سے ہی مخصوص نہیں بلکہ بعد وفات بھی ہمارا صلوٰۃ و سلام آپ کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے ۔

اس حدیث سے یہ حقیقت بھی ثابت ہوگئی کہ حضور علیہ السلام اپنے روضہ اطہر میں بحیات حقیقی زندہ تشریف فرما ہیں اور اب بھی اسی طرح زندہ و جاوید ہیں جس طرح آپ وفات سے قبل زندہ تھے۔ کیونکہ زمین انبیاء کے مقدس اجسام کو بوسیدہ نہیں کر سکتی اور انبیاء کرام اپنی قبروں میں رزق الہی سے بھی محظوظ ہوتے ہیں۔

ائم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، میں اپنے اس مکان میں جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدفون ہیں کھلے منہ بلا حجاب و نقاب روضہ رسول پر حاضری دیا کرتی تھی، میں یہ کہا کرتی تھی کہ ایک مرقداور میں تو میرے شوہر نامدار ہیں اور دوسرے مرقد میں میرے والد بزرگوار مدفون ہیں دلہنڈا پردہ کی ضرورت نہیں، لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہاں دفن کیا گیا، تو اللہ کی قسم! پھر میں جب بھی روضہ مطہرہ پر حاضری دیتی ہوں تو حضرت عمر سے پردہ کرتے ہوئے نقاب اوڑھ کر اور چادر سے بار پردہ ہو کر حاضری دیتی ہوں۔ رواہ احمد بخوار مشکوٰۃ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے تین روز بعد، ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور حضور کی جدائی کے فو میں دو کوڑھٹھال بول گیا پھر فو داغ غم سے روضہ مبارکہ سے لپٹ گیا اور اپنے سر پر وہاں کی خاک پاک ڈال کر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ نے جو فرمایا ہم نے سن لیا، اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن پاک نازل فرمایا جس میں ارشاد ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
جَاءُواكَ فَاسْتَغْفَرُوا
اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ
الرَّسُولُ لَكُنْ لَكَ جُزْءٌ
لِّمَا كُنْتَ تَدْعُوهُمُ إِلَى
تَوَابٍ مِّنْ حَيْثُ مَا

اور اگر یہ لوگ جب گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو آپ کے پاس حاضر ہو کر اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول خدا بھی ان کیلئے مغفرت طلب کرتے تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

یا رسول اللہ! میں نے گناہ کر کے اپنی جان پر بہت ظلم کیے ہیں میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے۔ حضرت علی فرماتے ہیں:

فَقُدِّرِي مِنَ الْعَبْرَانِ قَدْ
عُفِيَ لَكَ
روضہ پاک سے آواز آئی (جا) تجھے بخش دیا گیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر القرطبی زیر آیہ مذکورہ،

حضرت سعید ابن عبدالعزیز روایت کرتے ہیں کہ آیاہ حصہ کے دوران جب مدینہ منورہ میں یزید یوں کے ظلم و ظغیاں کے باعث تین روز مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اذان و اقامت نہ پڑھی جاسکی (مشہور تابعی) حضرت سعید ابن المسیب مسجد نبوی میں ہی کسی طریقہ سے چھپے رہے ان کا بیان ہے کہ وہ نماز کا وقت کسی طرح بھی معلوم نہیں کر سکتے تھے سوائے اس کے کہ جب نماز کا

وقت جو تاؤں پر گرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ انوار سے نہایت ہلکی سی آواز سنائی دیتی تھی۔ روضہ الدار میں بحوالہ مشکوٰۃ۔

مرکا رو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بحیات حقیقی زندہ ہیں یہ ایک ایسی ناقابل تردید صداقت ہے جس پر تمام صحابہ کرام ائمہ مجتہدین اور علمائے متقیین کا اتفاق ہے چنانچہ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں رقمطراز ہیں۔

حیات انبیاء علیہم السلام متفق علیہا است

یہ سچ کس را روا خلافت نیست

کہ انبیاء علیہم السلام کا بعد موت بھی زندہ ہونا سب کا تسلیم شدہ مسئلہ ہے کسی نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا

عظمت مقام مصطفیٰ علیہ التَّحِیۃ وَالشَّارِ رَسُولِ مَخَارِ

حدیث ۱۱: عَنْ ابْنِ سَعْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ أَخِيْرَةَ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَنَهُ مِنْ نَرِهِمْ وَالدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَأَحْسَرَ مَا عِنْدَكَ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ قَالَ فَذَيْلُكَ يَا بَأْتِنَا وَأُمَمَانَا فَعَجَبَ لَهُ

فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيْرُكَ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَنَهُ مِنْ نَرِهِمْ وَالدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَهُوَ يَقُولُ فَذَيْلُكَ يَا بَأْتِنَا وَأُمَمَانَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ هُوَ الْمُخَيَّرُ ذَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمُنَا -

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے تو وہ دنیا کی آسائش جتنی چاہے لے لے یا وہ جو انعام و اکرام اس کے رب کے پاس ہیں وہ قبول کرے تو اس بندہ خدا نے جو انعام و اکرام اللہ کے پاس ہیں ان کو اختیار کر لیا حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ سن کر رو پڑے اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ راوی کہتے ہیں ہمیں ان کی اس بات پر بڑا تعجب ہوا اور لوگ کہتے لگے اس بوڑھے کو دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا ذکر فرما رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسائش دنیا اور عقبی کی نعمتوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار دیا تو اس نے عقبی کی نعمتوں کو اختیار کر لیا اور یہ کہتے ہیں یا رسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں تو (فی الحقیقت) رسول خدا وہ خود ہی بندہ مختار تھے اور ابوبکر صدیقؓ ہم سب سے زیادہ عالم تھے (جو اس بات کو سمجھ گئے۔ صحیح بخاری و مسلم) اس حدیث میں دو چیزوں کا بیان ہے۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے

نبی عربی سے اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں جب تک وہ چاہیں زندہ رہنے یا اپنے رب سے
اٹنے کا کلی اختیار دیا۔ دوسرا یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے بعد
تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم و فضل کے مالک ہیں۔ کیونکہ حضور کے اس بیان کو
صرف وہی سمجھ سکے۔ پھر جب چند دنوں کے بعد حضور کا وصال ہوا تو تمام صحابہ کرام
پر یہ حقیقت کھل گئی کہ وہ بندہ مختار جس کو اللہ نے زندگی اور موت کا اختیار دیا۔
ہے وہ ہمارے ہی اقواموں میں اور اس وقت سب سے یہ بھی اعتراف کیا کہ ابو بکر
صدیق کو علم مصطفیٰ سے سب سے زیادہ اور وافر حصہ ملا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے: اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو
کس قدر عظمت و جلالت بخشی ہے اور آپ کو اپنی بارگاہ میں محبوبیت و مطلوبیت
کے اس رفیع الشان مقام پر فائز کیا کہ وہ خود ان کی رضا و خوشنودی کا طلب
ہے اور آپ کی موت سے قبل آپ کو موت اور زندگی کا پورا اختیار دے کر
فرمایا اے پیارے حبیب! تم مختار کل ہو جب تک چاہو دنیا میں زندہ رہو یا اپنے
محبوب حقیقی کے پاس اگر اس کی لافانی اور باقی نوازشات و عنایات سے لطف اٹھاؤ
ترمذی شریف میں یہ صاف موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی اور
موت دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار کامل عطا فرمایا تو آپ نے
موت کو جو کہ اٹھا رہا اور محبوب حقیقی کے وصال کا ذریعہ ہے پسند فرمایا ملاحظہ
کیجیے: حدیث کا ترجمہ:
حضرت ابو المعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی وفات سے چند روز پہلے منبر پر بیٹھے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ
کو اختیار دیا کہ وہ جب تک چاہے زندہ رہے اور جو چاہے کھائے پیتے یا وہ
اپنے پروردگار سے ملاقات کرے تو اس نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند
کر لیا یرسُن کہ حضرت ابو بکر صدیق رو پڑے:

اختیار شفاعت

حدیث ۱۱۰۰ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فِي آتٍ مِنْ عَبْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ
يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَيَبْقَى الشَّفَاعَةُ فَأَحْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ
وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا

ترجمہ: حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آئے
والا آیا اور مجھے آدمی امت جنت میں داخل کرنے اور شفاعت میں اختیار دیا پس میں
نے شفاعت کو اختیار کیا اور یہ شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو اللہ تعالیٰ
کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہو امرا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شافع امت ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو
مشرک کے سوا ہر شخص کی شفاعت کرنے کا اختیار دیا ہے اور قیامت کے دن
تمام امت آپ کی شفاعت کی بدولت عذاب دوزخ سے نجات پائے گی

حضور خود فرماتے ہیں میری شفاعت سے صرف وہی شخص مستفید ہوگا جو بصدق
 دل لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی گواہی دیتا ہو اور اسی ایمان و
 یقین پر موت پاتی ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت مختلف صورتوں میں ہوگی۔ بعض
 لوگ آپ کی شفاعت سے بلا حساب و کتاب جنت میں جا رہے ہوں گے اور بعض
 حساب کے بعد نیکیاں کم ہو جانے کے سبب دوزخ کے رہاوار ہوں گے
 لیکن آپ کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے اور بعض لوگ اپنے گناہوں
 کے سبب دوزخ میں جا رہے ہوں گے اور پھر آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل
 ہوں گے۔

شفاعت کے کئی درجے ہیں جن میں سب سے اہم اور عظیم ترین درجہ
 شفاعت کبریٰ کا ہے اور یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی
 نبی اور رسول کو نہیں ملا آپ کی اس شفاعت سے ہر نیک و بد مومن اور کافر
 فائدہ اٹھائے گا یہ وہ شفاعت ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ حساب و کتاب
 شروع فرمائے گا اور مخلوق کو میدانِ حشر کے عذاب سے نجات ملے گی۔
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس شفاعت کے بعد ہر نبی اور رسول کو اپنی
 اُمت کی شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قیامت کے دن ساری
 مخلوق ہر نبی سے شفاعت کی درخواست کرے گی لیکن کوئی نبی ان کی شفاعت

نہ کرے گا۔ بالآخر لوگ ہر طرف سے مایوس و ناامید ہو کر دربارِ عسکری میں
 حاضر ہوں گے تو آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر
 جود میں رکھ دیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! اسے اللہ علیہ وسلم
 مرٹھا دو جو کو گے سوگا، جو مانگو گے دوں گا جس کی شفاعت کرو گے قبول
 کی جائے گی۔ بخاری و مسلم

بس اک اشائے سے سب کی نجات ہو کے رہی

حدیث نمبر ۱۳
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَابْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي
 إِبْرَاهِيمَ رَبِّ انْهِنَّا أَضَلُّنَا كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي
 ذَلِكُنَّ عَنِسِي إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ فَسَرَّعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُ
 أَهْمَّتِي أُمَّتِي وَبَكَى فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا جِبْرِيلُ إِذْ هَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ
 وَرَبِّكَ أَعْلَمُ فَاَسْأَلُهُ مَا يُبْكِيهِ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فُسَّأَلَهُ فَأَجَبَتْهُ
 رَسُوْلُ اللَّهِ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللَّهُ بِجِبْرِيلَ إِذْ هَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ
 فَقُلْ إِنَّا سَمِعْنَا نِدَاءَكَ وَلَا نُسَوِّفُكَ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر و ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کے اس قول کی تلاوت فرمائی:
 رَبِّ انْهِنَّا أَضَلُّنَا كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي۔ اور پھر حضرت

عَلَيْهِ السَّلَامُ كَقَوْلِ مَنْ لَمْ يُدْعَ إِلَيْهِمْ فَانْفَعُوا عِبَادَكَ تَوْحِيدُكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 نے ہاتھ اٹھائے اور کہا اَللّٰهُمَّ اُفْتِنِ اس کے بعد آپ رونے لگے۔ اَللّٰهُ
 تعالیٰ نے فرمایا ۱۰۔ اے جبریل! تیرا رب سب کچھ جانتا ہے مگر تو محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پاس جا کر پوچھ کہ انہیں کس کے غم نے دلایا ہے پس جبریل نے اگر
 آپ سے پوچھا تو حضور نے جبریل کو بتا دیا جو آپ نے کہا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 اے جبریل! اللہ علیہ وسلم کو جا کر بتا دے کہ ہم آپ کو اُمت کے
 میں راضی کر دیں گے ناراض نہیں کریں گے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے پایاں رحمت و رافت
 اور محبت کا بیان ہے جو آپ کو اپنی اُمت سے ہے اور دوسری طرف آپ کے اس
 عظیم تر و کمال کا ذکر ہے جو آپ کو دُعا و دعاوندی میں حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے
 آپ کو اُمت کا مالک اور شفاعت کا مختار بنایا ہے جس کی آپ شفاعت فرماتے
 وہ بخشا جانے گا کیونکہ اللہ نے آپ کو اُمت کے معاملہ میں راضی کرنے کا وعدہ فرمایا
 تفسیر جلالین میں ہے کہ جب آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ
 نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں
 رہا تو میں خدا سے راضی ہی نہیں ہوں گا۔

چہ غم دیوارِ اُمت را
 کہ باشد چوں تو پستیباں
 چرباک از موجِ بحرِ آں را
 کہ باشد نوحِ کشتیباں

مختار شریعت

حدیث ۱۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ الْحَجَّ فَحُجُّوا فَقَالَ جُبَلُ
 الْأَكْلِ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ
 لَوَجَّهْتُ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُونِي مَا شَرَّكُمْ فَاثَرًا لَمَّا
 هَلَكْتُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاجْتِدَادِهِمْ فِيهِمْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ
 فَإِذَا أَمَرْتُمْ بِشَيْءٍ فَأَلَوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُمْكُمْ عَنْ شَيْءٍ
 فَذَعَوْهُ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ۱۰۔ لوگو! حج کو تم پر حج
 فرض کیا گیا ہے۔ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض
 ہے تو حضور خاموش ہو گئے حتیٰ کہ جب اس شخص نے تین بار یہی سوال کیا تو
 آپ نے فرمایا اگر میں سائل کے جواب میں صرف ہاں ہی کہہ دیتا تو ہر سال حج
 فرض ہو جاتا اور تم ہر سال حج ادا نہ کر سکتے۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے چھوڑے رکھو
 جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھتا ہوں کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے
 ہلاک ہوئے تھے کہ وہ نبیوں سے بکثرت سوال کرتے تھے اور ان کے متعلق
 اختلاف کرتے تھے لہذا جب میں تمہیں حکم دوں تو اس کی حسب استطاعت

تعمیل کرو اور حجب میں ہمیں کسی بات سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ۔ صحیح مسلم
 اس حدیث میں دو چیزوں کا بیان ہے اول یہ کہ پیغمبر اسلام اللہ تعالیٰ
 کے نائب اور خلیفہ اعظم ہیں اس لیے وہ اس بات کے عجز ہیں کہ جو چاہیں حکم
 دیں اور چیز سے چاہیں منع کر دیں آپ احکام شریعت اور فرائض دین نافذ کرنے
 میں باذن اللہ وسیع اختیارات کے مالک ہیں۔

مالک شریعت

حدیث ۵۸۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَنْهَانِي عَنْ جُلُوسٍ عِنْدَ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ سَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 هَكَذَا قَالَ مَا لَكَ قَالَ دَقَعْتُ عَلَى إِمْرَأَتِي وَأَنَا صَابِرٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تَغْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ
 أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ رِطْعَامَ سِتِينَ
 مُسْكِنًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَكُنْتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْنًا
 لِحُجْنٍ عَلَى ذَلِكَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُرْقٍ فِيهِ
 نَهْرٌ وَالْعُرْقُ الْيَمْكَلُ أَصْنَحُهُمْ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذْ
 هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعْلَى أَفْقَرٍ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَوْلَا لِلَّهِ
 مَا بَيْنَ لَدُنِّيهِمَا يَسُرُّهُ الْحَرَقَيْنِ أَهْلٌ يَلْتَبِئُ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي
 فَصَحَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَيْمَانُهُ ثُمَّ
 قَالَ أَطْعِمَهُ أَهْلَكَ.

مندرج بالا حدیث میں ان ہی حقائق کو بیان کیا گیا ہے۔ ذرا غور کیجیے ج
 کعبہ کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے اور تمہارے ایک بار فرض ہے اسلام کی
 ایک بہت بڑی بنیادی اور اساسی عبادت ہے مگر یہی حج کعبہ جو عمر میں ایک
 بار فرض ہے اگر نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سائل کے سوال کے جواب میں ہاں
 فرمادیتے تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ یہ میں آپ کے وہ وسیع اختیارات جو خدا تعالیٰ
 واحد نے آپ کو عطا کیے ہیں۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت امام شرفانی رحمۃ اللہ علیہ میزبان الشریعۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے اگر عرض کی یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا میں نے بحالت روزہ بیوی سے جماعت کر لی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں پھر حضور نے فرمایا کیا تو ساتھی مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر توقف فرمایا اتنے میں حضور کی خدمت میں کچھ بھجوروں کا ایک ٹوڑا پیش کیا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ وہ سائل کہاں سے وہ شخص بولا میں یہ حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کھجوریں اٹھالے اور جا کر خیرات کر دے وہ کہنے لگا یا رسول اللہ! کیا میں یہ کھجوریں کسی اپنے سے زیادہ غریب آدمی کو دوں تو خدا کی قسم مدینہ منورہ کے سارے شہر میں مجھ سے زیادہ غریب گھرانہ کسی کا نہیں۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منس پرے چلے گئے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے آپ نے فرمایا جا تو یہ کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے ۶۰ صحیح بخاری و مسلم

اس حدیث میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی صفات کی عظمت و جلالت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو شارع اسلام اور احکام شریعت نافذ کرنے کا مجاز و مختار بنایا ہے وہاں آپ کو یہ اختیارات تفویض فرمائے کہ آپ جس کو چاہیں جس حکم شریعت سے چاہیں مستثنیٰ فرما

زیر نظر حدیث اس بات کا ایک واضح ثبوت ہے۔

مندرجہ بالا حدیث کو بار بار پڑھیے اور عظمت مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ کیجیے۔ ذرا دیکھئے تو سہی کہ روزے کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا ساتھی غریب کو کھانا کھلانا یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا ہے لیکن سائل دربار نبوت میں ان تینوں حکموں میں سے کسی پر بھی عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور اپنی معذوری ظاہر کرتا ہے تو حضور علیہ السلام یہ نہیں فرماتے کہ بندہ خدا اللہ کا جو حکم تھا وہ میں نے بیان کر دیا ہے اب میرے اختیار و تصرف میں کچھ نہیں ایسا ہرگز نہیں فرمایا بلکہ سائل کو خود اپنی بارگاہ عظمت پناہ سے کھجوریں عنایت فرما کر فرماتے ہیں جا یہ کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے۔ تیسرے روزے کا کفارہ ادا ہو گیا۔

امام شہرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہ آفاق کتاب کشف الغمہ میں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ہی خدا داد اختیارات و خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دُکَانَ لَهُ أَنْ يَخْصَّ مَنْ شَاءَ مِنْ أَهْلِ حُكَاةِمْ حضور علیہ السلام کو حق حاصل ہے کہ وہ جو چاہیں جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرمادیں۔

خُزْرَانِ الْأَرْضِ كَمَا مَالِك

حدیث ۱۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَلُصِّفْتُ بِالْبَرِّ عَمْبٍ وَبَيْنَ أَنَا سَائِلٌ
 رَبِّي تَنِي أَوْ تَنِيَتْ بِحَقِّ تَنْجِ خَضِرَاتِ الْأَرْضِ فَوَضَعَتْ فِي يَدِي
 ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے اور میری مدد کفار کے دلوں
 میں رعب ڈال کر رکھی ہے میں منہ کی حالت میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ مجھے زمین
 کے سب خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرے ہاتھ میں دسے دی گئیں۔

اصحیح بخاری و مسلم

مندرجہ بالا حدیث میں شہنشاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خصائص
 جلیلہ کا بیان ہے۔ اول، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جامع کلام یعنی قرآن حکیم
 عطا کیا جس کے مضامین اور الفاظ نہایت مختصر لیکن معنوی طور پر ایک ایک حصہ
 میں علم و عرفان کے دریا موجزن ہیں۔

دوم اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے دلوں میں آپ کی ہیبت ڈال
 کر آپ کی تائید و نصرت فرمائی دشمنان اسلام کو سوں دور صرف آپ کا
 نام ہی سن کر کانپ اٹھتے تھے۔

سوم اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ کے
 دست مبارک میں دے کر آپ کو خزانہ ارضی و سماوی کا مالک و مختار بنایا ہے
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث
 کے تحت لکھتے ہیں کہ ظاہری طور پر تو آپ کو صرف زمین کے خزانوں کی چابیاں

کی ہیں مگر حقیقتاً معنوی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین و آسمان و ملک و
 دولت کے سب خزانوں کی چابیاں عطا کی ہیں زمین کی کوئی تخصیص نہیں۔

غور کیجئے سرکار دو عالم زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک اور باذن اللہ
 ان میں تصرف کرنے کے مختار اور مجاز ہیں۔ دنیا کو دین و دنیا کی دولت اور مال و
 سے مالا مال فرماتے ہیں لیکن خود اپنی ساری زندگی ماییت فقیرانہ انداز سے بسر کر
 لی کسی شہادۂ شان و شوکت کا اظہار نہ فرمایا بلکہ کئی دن کا شائد نبوت میں روٹی
 ہانسنے کے لیے آگ نہ جلائی گئی صرف ایک کھجور اور سادہ پانی پر زندگی گزار دی۔

سب کچھ آپ کا اقتدار ہی تھا پھر پھر مختار کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی
 وجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا۔

يَا عَائِشَةُ كُذِّبَتْ لَكَ رَأْسُ مَعِي اَسَ عَائِشَةُ اِذَا مِثْلُهَا تَوَصَّلَ سَاحِبُ
 جِبَالِ الذَّهَبِ. (مشکوٰۃ) سونے کے پہاڑ جیتے۔

قاسم نعیم الہی

حدیث نمبر: رَعْنُ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعُوا
 بِرَأْسِي وَلَا تَكُنُوا بِكُنْيَتِي فَإِنِّي أَنَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَيْسَمَ بَيْنَ كُنْهٍ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کسی کی کنیت نہ رکھو کیونکہ قاسم
 مجھے ہی بنایا گیا ہے میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کے انعامات تقسیم کرتا ہوں۔

اصحیح بخاری و مسلم

یہ حدیث صحاح ستہ کی کتابوں میں مختلف الفاظ میں متعدد جگہ موجود ہے اس میں حضور نے اپنا نام رکھنے کی اجازت دی ہے اور اپنی کنیت سے منع فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام کو ابو القاسم کنیت سے یاد کرنے کی دو وجوہات بیان کی گئیں ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے کا نام قاسم تھا اس اعتبار سے آپ کو ابو القاسم حضرت قاسم کے والد کہا جاتا ہے اور دوسری وجہ وہ ہے جو مندرجہ بالا حدیث میں بیان کی گئی ہے اور یہی وجہ حضور نے بیان فرماتی ہے کہ میں قاسم ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات و عنایات مخلوق میں تقسیم کرتا ہوں۔

قاسم جنت

پچھلے صفحات پر بیان ہو چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں اور زیر نظر حدیث میں ان خزانوں کا تقسیم کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تمام خزانوں کا مالک و مختار بنا کر ان میں تصرف کرنے کا اختیار دیا ہے حضور جس کو چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں چنانچہ بخاری شریف میں یہی ارشاد مزید وضاحت کے ساتھ اس طرح منقول ہے :

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمُهُ وَاللَّهُ يُعْطِي .

میں تو صرف تقسیم کرتا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

ترجمہ : حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا (ایک رات) میں نے آپ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی اور دوسری ضرورت کی اشیاء پیش کیں تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا : ربیعہ ! مانگو تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ! میں آپ سے جنت میں آپ ہی کا قرب مانگتا ہوں حضور نے فرمایا اس کے بلکہ جو چیز اور نعمت خالق کیتا سے مخلوق کو ملتی ہے وہ آپ ہی کے دستِ کرم سے ملتا ہے اور بھی کچھ سوال کرو میں نے کہا بس یہی ایک تمنا ہے پھر حضور نے فرمایا

اپنی ذات کے لئے زیادہ سجدوں سے میری مدد کرنا۔ (صحیح مسلم)

یہ حدیث شہنشاہ عرب و علم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بے شمار خُدا داد انعامات و عنایات کی تفسیر اور جو دوسخا کا ایک واضح ثبوت ہے جن کا پہلے بیان گذر چکا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت نہایت ایمان افروز اور محبت رسول سے لبریز تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک میں ہے۔ آپ اپنے رب کے حکم سے جس کو چاہیں جو چاہیں عطا کریں۔"

اس تصریح کے بعد عربی و فارسی کے دو شعر نقل کرتے ہیں۔
فَاتَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَوَّرَتْهَا
وَمِنْ عُلُوِّهِمْ عِلْمُ النَّوْجِ وَالْفَسْجِ
اگر خیریت دنیا و عقی آرزو داری
ہر گاہش بیاہر چہ خواہی آن تمنا کن

اے شاہ کونین! دونوں جہاں آپ ہی کے جو د و کرم کا نتیجہ ہیں۔ اور لوح قلم کا علم تو آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔ اگر دو جہاں کی بھلائی اور بہتری چاہتے تو آپ کی بارگاہ میں آؤ جو مانگو گے وہ ملے گا۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ مرقدہ شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے رقمطراز ہیں :

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ کے خزانوں سے جو چاہیں عطا کریں۔ اسی وجہ سے ائمہ کرام نے یہ چننا کہ آپ کے خصائص میں شمار کی جائے کہ حضور جس کو چاہیں اور جو چاہیں عطا کریں بلکہ یہاں تک منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت آپ کے پُر دہ دی ہے تاکہ آپ جس کو چاہیں جنتی عطا کریں۔

مالک کونین میں گوپاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے عالی ہاتھ میں

نہیں ستنا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حدیث ۱۹: عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيكَ جَبَلَيْنِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ إِنِّي قَوْمٌ أَسْلَمُوا فَوَاللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءَ مَا تَخَافُ الْفَقْرَ .

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبر یوں کا ایک ریلوڑ مانگا جو دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا تھا تو آپ نے وہ ریلوڑ اس کو دے دیا وہ شخص اپنی قوم سے جا کر کہنے لگا۔ اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم آنا دیتے ہیں کہ فقر کا ڈر نہیں رکھتے۔ (صحیح مسلم)

مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا فِيكَ تَشْهَدُ
لَوْلَا التَّشْهَدُ كَانَتْ لَعْنَةُ نَعْمٍ
وَاهُ كَمَا جُودُ كَرَمِ جَبِّ شَاهِ بَطْهَاتِ
نَهِيں سُنْتَا ہر نہیں مانگنے والا تیرا
(۱) (علی حضرت)

نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حدیث ۲: عَنْ مُسْلِمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ سَجْلَةَ الْأَكْلَ عِنْدَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَمَالِهِ فَقَالَ كُلُّ يَمِينِيكَ قَالَ لَا
أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ قَالَ فَمَاذَا فَعَلْنَا
إِلَّا فِيهِ -

ترجمہ ۱: حضرت مسلمہ ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک
شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو حضور نے فرمایا
دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس کے کہنا میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا
تو دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے۔ چونکہ وہ شخص ازراہ تکبر بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا
تھا۔ راوی کہتے ہیں وہ دوبارہ کبھی دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (صحیح مسلم)
مذکورہ بالا ارشاد نبوت اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ حضور مختار و کوثر
صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مافوق الاسباب امور میں بھی تصرف کا

ارض و سما کی دولت قدموں میں ہے۔ فرش تا عرش زیر نگیں ہے۔ جن و
انس، حور و ملک تابع فرمان ہیں اشارے سے چاند و پارہ ہو جاتے اور ڈوبتا
سورج پلٹ آئے، انگلیوں سے چشمے بہا کر ڈیڑھ ہزار پیاسوں کی پیاس بجھا
دی، چار سیر گندم سے ہزار مجاہدوں کا پیٹ بھر دیا، پیادہ بھر دودھ سے ستر
صحابہ کو سیراب کر دیا۔ ایسی جلالت شان کا مالک ہونا پھر سب کچھ راہِ خدا
میں لٹا دینا اپنے جود و کرم اور سخاوت سے دینا بھر کو مالا مال کر دینا خود
بھوکے رہنا اور دوسروں کو کھلانا ساری زندگی کے شب و روز اسی طرح
بسر کر دینا صرف تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حصہ ہے۔

مذہبِ جبر بالا حدیث آپ کے جود و کرم اور سخاوت کی ادنیٰ مثال ہے
علماء کرام نے لکھا ہے کہ ان بکریوں کی تعداد پچاس ہزار تھی۔ ایسی سخاوت
فیاضی کی مثال تاریخ نہیں پیش کر سکتی حضور فرماتے ہیں اگر احد پہاڑ بھی میرے
یہ سونا بن جاتے تو میں اسے تین دن سے پہلے راہِ خدا میں تقسیم کر دوں اور بحرِ اٹلانٹک
قرض کے اپنے پاس کچھ نہ رکھوں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں حضور کی سخاوت تمام لوگوں سے
زیادہ تھی اور آپ بارش لانے والی بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر فیاض تھے حضرت
جابر ابن عبداللہ فرماتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سوال کیا ہو اور آپ نے لا فرمایا ہو یعنی انکار کیا ہو۔ فر دوقی نے کیا
خوب کہا ہے۔

انذار بخش ہے اس لیے آپ باذن اللہ ان امور میں تصرف کے مختار و مازول ہیں
قرآن حکیم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مقدس کو وحی خدا قرار
دیا ہے جس طرح وحی ربانی برحق اور ایک نہ ٹٹنے والی صداقت ہے۔ اسی
طرح زبان مصطفیٰ سے صادر ہونے والا کلام بھی ایک اٹل حقیقت ہے تیر
اپنے نشانہ سے خطا ہو سکتا ہے مگر کلام مصطفیٰ کبھی خطا نہیں ہو سکتا۔

مندرجہ بالا حدیث اسی حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ حکم ابن ابوالعاص نے
مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء و مذاق کرتے ہوئے اپنا منہ ٹیڑھا کیا
آپ نے فرمایا جاتیرا منہ اسی طرح رہے گا۔ چنانچہ اس گستاخ رسول کا منہ مرتے
دم تک اسی طرح ٹیڑھا رہا۔ (سیرت ابن ہشام)

بخاری و مسلم میں مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات و تصرفات
کی مذکورہ تصریحات سے بھی واضح شہادت موجود ہے۔ چنانچہ بارگاہ خاتم الانبیاء
کے بیباک القدر خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ایمان افر و حدیث
کی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ مصطفویٰ میں بطور کاتب متعین
تھا۔ وہ دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا۔ اس پر نبی مختار
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جلال میں اگر یہ ارشاد صادر ہوا۔
إِنَّ الْأَمْرَ لَآ تَقْبَلُهُ۔
بے شک زمین اس کو قبول نہیں کرے۔

(صحیح بخاری و مسلم) گی۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے ابو طلحہ نے بتایا کہ میں اسس جگہ گیا جہاں

وہ مرتد مرا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی لاش بے گور و کفن باہر پڑی ہے۔ میں
نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لاش قبر سے باہر کیوں پڑی ہے تو انہوں نے بتایا
کہ ہم نے اس کو کئی بار گہری سے گہری قبر کھود کر دفن کیا ہے لیکن زمین اس
کو قبول نہیں کرتی اور باہر پھینک دیتی ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنی کہیں

اس کی نافذ حکومت پر لاکھوں سلام

علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء۔ دقیقہ دالِ عالم

حدیث ۲۱: رَعَى حَدِيثَهُ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُقَامًا مَأْرَكَ شَيْءٍ يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ الْأَحَدُثُ
بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي لَهُوَ لَا
وَاتِهِ لَسِيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيَهُ فَاسْرَاهُ قَدْ كَسَرَهُ كَمَا يَكْذُرُ
السَّرْجُلُ وَجَهَهُ السَّرْجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا سَرَاهُ عَرَفَهُ۔

ترجمہ ہر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک دن کھڑے ہوئے اور کوئی بات

زچھوڑی جو قیامت تک ہونے والی تھی مگر آپ نے وہ بتا دی۔ یاد میں یہ باتیں
اس کو جس نے ان کو یاد رکھا اور بھول گئیں اس کو جس نے ان کو بھلا دیا۔ میرے
یہ دوست اس کو جانتے ہیں اور کبھی ان باتوں میں سے کوئی بات وقوع پذیر
ہوتی جو مجھے بھول گئی ہو تو مجھے یاد آجاتا ہے جیسے ایک انسان کو ایک ایسے
آدمی کی صورت یاد آجاتی ہے جو ایک عرصہ جدا رہا پھر جب وہ نظر آتا تو فوراً
پہچان لیتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ نے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام موجودات ارضی و
سماوی کا اجمالی و تفصیلی علم عطا کیا ہے اور مندرجہ بالا حدیث جو حضرت امام
بخاری اور حضرت امام مسلم (رحمہما اللہ) کی روایت کردہ ہے حضور کے اس
وسعت علمی کا ایک کھلا اور واضح ثبوت ہے۔ جب علی کل شئی قدیر نے اپنے
محبوبِ عربی کی نگاہوں سے تمام حجابات اٹھا کر تمام کائنات مثل کھنڈ
دست سامنے رکھ دی ہے تو پھر دنیا کا وہ کون سا گوشہ، کائنات کا وہ کون
سا خطہ اور بحر و بر، زمیں و آسمان کا وہ کون سا حصہ ہے جو نگاہِ مصطفوی سے
اوجھل ہے۔

یہ محض یقینیت و محبت و رسول کی وارستگی میں ہی نہیں لکھ رہا بلکہ تربیت
گاہِ نبوت کے پروردہ اور بزمِ رسالت کے فیض یافتہ حضرت ابوذر غفاری رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
خبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور ہمیں اس

حال میں چھوڑا کہ کوئی پزندہ اپنے پر بھی نہیں ہلاتا مگر آپ نے ہمیں
پہلے ہی اس کی خبر دے دی۔ (مسند احمد)

ان ہی مذکورہ بالا دلائل و شواہد کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
دانا نے غیوب کل کہا جاتا ہے علماء امت اور ائمہ شریعت نے اس ناقابلِ تردید
حقیقت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ جمع النہایہ میں علامہ شہنائی فرماتے ہیں کہ یہ
وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفات
نہیں دی جب تک کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں سکھا دیا۔ ۳۰

اُمی و دقیقہ دانِ عالم
بے سایہ و سائبانِ عالم
دانا سے مَا كَانَ وَمَا يَكُون

حدیث ۲۲ رِ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ
مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ
وَلَيْسَ مِنْ لَيْسَةٍ۔

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے۔ پس آپ نے ابتداء
خلق سے لے کر جہنمیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل

ہوئے تک کے سارے حالات و واقعات بتا دیتے۔ یہ یاد رہا جس نے اس کو یاد رکھا اور بھول گیا جس نے اس کو بھلا دیا۔ (صحیح بخاری)

یہ حدیث علم مصطفیٰ علیہ التبیۃ والثناء کی عظمت اور آپ کے دانستے مَا کَانَ وَمَا یُکُونُ ہونے کی روز روشن سے بھی واضح دلیل ہے یا درہے یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ وہ بخاری جس کے متعلق علماء متقدمین و متاخرین نے فیصلہ دیا ہے کہ صحیح بخاری قرآن حکیم کے بعد صحیح ترین کتاب ہے اس حدیث کو بغور پڑھیے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و ادراک اور آپ کی ہر دانی کا اندازہ کیجیے حضور نے ایک ہی دن ایک ہی نشست میں روز ازل سے ابد الابد تک کے تمام حالات بیان فرما دیئے۔ مرقاة میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نبی اور نبوت کے معنی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

النَّبِيُّ هُوَ الْإِلَٰهَ عَالِمُ الْغَيْبِ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ) دینا ہے۔

یعنی نبی کتنے ہی اس اولوالعزم ہستی کو ہیں جس کی نگاہ نبوت فرشتہ زمین سے عرش بریں تک پہنچے۔ جو آسمان کی بلندیوں، زمین کی پستیوں، فضا کی وسعتوں اور سمندر کی گہرائیوں کا مشاہدہ کرے۔ نبی کتنے ہی اس ذات گرامی صفات کو ہیں جس کی چشم بصیرت کے سامنے ملاکوت و ملک کے تمام غیب عیاں ہوں جس کے سامنے ابتداء و خلق سے ابد الابد تک تمام اسرار و رموز خفیہ کھلی کتاب کی مانند ہوں۔

تمام صحابہ کرام اور متقیین عظام کا یہ عقیدہ اور ایمان رہے کہ جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے ان سب امور کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اس حقیقت کی تائید و تصدیق صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ اس حدیث کا بلا کم و کاست لفظی ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

حضرت ابو زید فرماتے ہیں ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اترے نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ فرماتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا حضور منبر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ فرما ہو کر غروب آفتاب تک خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ ابو زید کہتے ہیں (اس طویل خطبہ میں) حضور نے ہمیں مَا کَانَ جو کچھ پہلے ہو چکا تھا اور مَا یُکُونُ جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اس کی خبر دی ہم میں بڑا عالم وہ شخص ہے جس کو یہ خطبہ زیادہ یاد ہے۔

مجھ سے جو چاہو پوچھو

حدیث ۲۳ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَّرَ حَبِيبًا مَرَّ غَيْبَ الشَّمْسِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ سَلَّمَ قَامَ عَلَى نِسْبَةٍ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عَظِيمًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْئٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ قَوْلَ اللَّهِ

صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے کہ مجھ سے سوال کرو۔ حضرت انس کہتے ہیں ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! میرا ٹھکانہ کہاں ہے آپ نے فرمایا دوزخ میں۔ پھر عبد اللہ ابن خذافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ عذافہ ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں پھر حضور بار بار فرمانے لگے مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے دو زانو بیٹھے اور یہ پڑھا: رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا۔ حضرت عمر کے یہ فرمانے پر حضور خاموش ہو گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبض میں میری جان ہے مجھے ابھی ابھی نماز کی حالت میں اس دیوار کے سامنے جنت و دوزخ دکھائی گئی ہے اور میں نے آج کی طرح خیر و شر کا منظر کبھی نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری)

صحیح بخاری کتاب التفسیر میں یہ حدیث آیت لَا تَسْأَلُونَهُ أَنْ يُبَدِّلَكُمْ تَسْأَلُكُمْ کے تحت وارد ہے آیت میں مسلمانوں کو حضور علیہ السلام سے بے جا سوالات سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسے سوالات آپ کی طبیعت پر گراں گزرتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور بعض دفعہ اس قسم کے سوال پر خاموش ہو جاتے اور کوئی جواب نہیں دیتے تھے جس سے منافقین کو حریف گیری اور آپ کے علم پر اعتراض کا موقع مل جاتا۔ بنا بریں ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب کچھ لوگوں نے

لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَعَامِي هَذَا قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَكَثُرَ سُرُورُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي قَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ جَعْلٌ فَقَالَ أَيْ مَدَّخِلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ النَّاسُ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَيْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَبُو لَكْ خُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي قَالَ فَكَرِهَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا قَالَ فَكُنْتُ تَسْأَلُ اللَّهَ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَى وَالْأَخْيَرُ نَفْسِي بِيَدِكَ لَقَدْ عَرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ انْضَا فِي عُرْضِ هَذَا الْحَاظِطِ وَأَنَا أَصْلَبُ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر جلوہ فرما ہوئے آپ نے قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا قیامت سے پہلے بہت سے عظیم واقعات رونما ہوں گے پھر حضور نے فرمایا جو شخص کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہے وہ سوال کرے اللہ کی قسم! جب تک میں اس جگہ کھڑا ہوں مجھ سے جو سوال کرو گے میں بتاؤں گا۔ حضرت انس کہتے ہیں یہ سن کر تمام لوگ رونے لگے اور رسول خدا

بکثرت سوال کیے تو آپ جلالت میں اگر منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور نہ کو رہ
ارشاد است نبوت صا در فرمائے ۔

صحیح بخاری میں ہی یہ حدیث ایک دوسری جگہ اس طرح ہے
کہ جب بعض حضرات آپ سے بار بار سوال کرنے لگے تو آپ جوش میں آ
گئے اور فرمایا سَلَوْنِي عَنْمَا لَيْسَتْ لِي ثُمَّ مجھ سے جو چاہو پوچھو ۔ ایک شخص
نے اٹھ کر پوچھا ۔ میرا باپ کون ہے ۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذیفہ ہے
ایک اور آدمی نے عرض کیا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ
شعبہ کا غلام سالم ہے ۔

غور کیجئے علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت اور ہمہ گیری ، جنتی
اور دوزخی ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق انسان کے خاتمہ زندگی
سے ہے اسی طرح حقیقی والد کی نشاندہی والدہ کے سوا کوئی انسان نہیں
کر سکتا مگر حضور علیہ السلام اپنے وسیع خداداد علم نبوت کی روشنی میں ان تمام
حقیقی امور اور چھپے بھیدوں سے پردہ اٹھا دیتے ہیں ۔

پھر آپ کی نگاہ نبوت اور غیر از بصارت کی عظمت دیکھیے ۔ جنت
سات آسمانوں سے اوپر واقع ہے اور دوزخ سب زمینوں کی تہ میں ہے
مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر تیز اور بلند نگاہ بخشی ہے کہ آپ مسجد
نبوی میں کھڑے بیک نگاہ جنت و دوزخ کے مختلف مناظر ملاحظہ فرما رہے
ہیں ۔

سر عرض یہ ہے تیری گذر دل فرشتہ پر ہے تیری نظر
ملاکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہ ہو

نظر کی پرواز تو بہت بلند ہے اگر سامنے کوئی پردہ حائل نہ ہو تو ماٹھا
کی نظر کئی میلوں کا احاطہ کر لیتی ہے تو نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
پرواز اور رسائی کہاں تک ہوگی ۔ اس کا تو کوئی فرد بشر اندازہ ہی نہیں
کر سکتا جب کہ نگاہ مصطفیٰ کے سامنے بالا و پست ایک ہے پس و پیش
یکساں ہیں کوئی حجاب کوئی اوٹ درمیان میں مائل نہیں ہو سکتی ۔

نگاہ مصطفیٰ جس طرح نزدیک والوں کو دیکھتی ہے اسی طرح دور والوں
کو بھی ملاحظہ فرماتی ہے آپ جس طرح سامنے والوں کو دیکھتے ہیں اسی
طرح پیچھے والوں کو ملاحظہ فرماتے تھے ۔ چنانچہ صحیح مسلم میں کہ حضور علیہ السلام
جس طرح سامنے والوں کو دیکھتے تھے اسی طرح آپ پیچھے والوں کو بھی دیکھتے تھے ۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ
ایک مرتبہ جماعت کی تکبیر ہو چکی تھی کہ دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے
جاری طرف رُخ انور پھیر کر فرمایا صفوں کو سیدھا رکھو اور باہمی خوب
مل کر رہو ۔

قَاتِلِ الْأَكْثَرِينَ وَأَسَاءَ ظَهْرِي بلاشبہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کی طرف
(صحیح بخاری) سے بھی دیکھتا ہوں ۔

بخاری و مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا رکوع اور سجود پوری طرح ادا کیا کرو۔ اللہ کی قسم میں تمہیں اپنی پشت کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔

مذکورہ بالا احادیث میں آپ نگاہِ مُسْطَفَوٰی کی ہمہ گیر وسعت کی چند بھلیاں دیکھ چکے ہیں۔ اب آپ کے خدا داد تصرف و اختیار کی بھی ایک ایمان افروز حدیث ملاحظہ کیجیے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سرزمینِ مدینہ منورہ میں نمازِ خشوع پڑھا رہے ہیں کہ اٹانے نماز میں نگاہِ نبوت فضائے ارضی کے سینکڑوں کثیف حجابات اور آسمان کے صفا لطیف حجابات کو چیرتی ہوئی جنت کا مشاہدہ فرماتی ہے اور ساتھ ہی آپ کا سید اللہ صفت ہاتھ اٹھتا ہے اور ستر سال کی مسافت پر دو رباعِ بہشت کے ایک خوشہ انگور کو پکڑ لیتا ہے، صحابہ کرام کی قدسی جماعت دست بستہ قبلہ رویہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہی ہے۔ چنانچہ راوی حدیث حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم فرمائی تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم سے آپ کو نماز کی حالت میں ہاتھ اٹھا کر کوئی چیز پکڑتے دیکھا اور پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ روک لیا تو شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي سَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَنَأَتْ وَكُنْتُ
عَنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهَا لَأَكَلْتُهَا
بے شک میں نے جنت کو دیکھا
اور اس کا ایک خوشہ پکڑ لیا اگر

مِنْهُ مَا يَقْبَلَتِ الدُّنْيَا۔ میں اس کو توڑ لانا تو تم اسے
(بخاری و مسلم) رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔

ایک دن پہلے بتا دیا

حدیث ۲۴۷۲ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَاوَسَ حِينَ بَلَغْنَا رُقَيْلَ ابْنِ سَفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ ابْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَمَرْتُنَا أَنْ نَخْبِضَهَا الْبَحْرَ لَا
خَضْنُهَا وَلَوْ أَمَرْتُنَا أَنْ نَضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْغَمَامِ
لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ
فَانْطَلَقُوا حَتَّى نَزَلُوا أَبْدُسًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هَذَا مَضْرُوعٌ فَلَا يَنْ يَضْعُ يَدَكَ عَلَى الْأَرْضِ
هَهُنَا وَهَهُنَا قَالَ فَمَا مَا ظَاحِدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ سَيْدِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب
ہمیں ابوسفیان کے محلہ آور ہونے کی خبر ملی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کا مقابلہ کرنے کے لیے صحابہ سے (مشورہ طلب کیا تو سعد ابن عبادہ
نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ
میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم

میں کرنے کے لئے قاصر ہے۔ نتیجہ دشمنان اسلام کو ہزار ذلت و رسوائی شکست
دی۔

حضرت انس فرماتے ہیں پھر ہم نے حضور کی ہمدانی کی صداقت کا
منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک دن پہلے آپ نے جس جس کا فر کے مرنے
کی جو جگہ آپ دست مبارک سے نشان لگا کر بتائی تھی وہ کافر اسی جگہ مرا
پڑا تھا۔

نگاہ نبوت

حدیث ۲۵: رَعِنَ أَنَسٌ قَالَ لَعَلَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَأَى مَا أَجْعَفُ وَأَبْنَى مَا وَاحِدَةً لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ حَبْرُهُمْ
فَقَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ شَرِيذًا فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ
بِجَعْفَرٍ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنَ مَرْحَلَةٍ فَأَصِيبَ وَعَيْنَاكَ
شَذْرًا فَإِنْ حَشَى أَخَذَ الرَّأْيَةَ سَيْفًا مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ
يَعْنِي خَالِدَ ابْنَ وَلِيدٍ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حضرت زید حضرت جعفر اور ابن رواحہ کے شہید
ہونے کی اطلاع میدان جنگ سے خبر آنے سے پہلے ہی دے دی۔
آپ نے فرمایا پہلے جھنڈا حضرت زید نے اٹھایا اور لڑتے ہوئے شہید ہو

اس میں کو دو جائیں گے اور اگر آپ ہمیں برگِ غماؤ تک پہنچائی کر نے
کا حکم دیں تو ہم ایسا ہی کر گزریں گے حضرت انس کہتے ہیں پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور چل پڑے یہاں تک میدان بدر میں
جامعہ سے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ فلاں کافر
کے مرنے کی جگہ ہے اور آپ زمین پر ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے کہ یہاں
فلاں کافر مرے گا اور اس جگہ فلاں کافر مرے گا حضرت انس کہتے ہیں
کہ ان میں سے ایک کافر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی
ہوئی جگہ سے ہٹ کر نہ مرا۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں غزوہ بدر کا ذکر ہے جو دو ہجری میں واقع ہوئی مشرکین
مکہ ایک ہزار فوج سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے۔ حضور علیہ السلام بھی
تین سو تیرہ سرفروشانِ حق کی مٹھی بھر جماعت لے کر میدان بدر میں جا اترے۔
جنگ سے ایک دن پہلے حضور نے میدان جنگ کا معائنہ فرمایا اور
اپنے خداداد علم نبوت کی روشنی میں کل رونما ہونے والے واقعات و حالات
سے مجاہدین اسلام کو آگاہ فرمایا کہ انشا اللہ کل یہاں کافر مرے گا اور اس
جگہ فلاں کافر کی لاش گرے گی۔

دوسرا دن آیاتِ حق و باطل کی پہلی اور فیصلہ کن لڑائی کا بازار گرم ہوا۔
شہج رسالت کے پروانوں نے نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں جان بازی
اور سرفروشی کی جو بے مثال اور لافانی روایات قائم کیں تاریخ اس کی نظیر

کئے پھر پرچم اسلام حضرت جعفر نے اٹھایا وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔
 اس کے بعد پرچم اسلام حضرت ابن رواحہ نے اٹھایا تو وہ بھی کفار سے لڑتے
 ہوئے شہید ہو گئے حضور یر بتا رہے تھے اور آپ کی چٹمان مبارک سے آنسو
 بہہ رہتے تھے یہاں تک کہ پرچم اسلام اللہ تعالیٰ کی تلوار یعنی حضرت خالد
 بن ولید نے اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح دی ۱۰ صبح بخار
 مندرجہ بالا حدیث میں جنگ موتہ کا ذکر ہے جو ملک شام میں لڑی
 گئی، ملاحظہ کیجئے شاہ ہمدرد دوسرا مدینہ منورہ میں بیٹھے کو سوں دور ملک
 شام میں میدان جنگ کا معائنہ فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب
 کی نظروں سے تمام پردوں کو ہٹا دیا ہے، آپ اس خدا داد قوت
 بصارت سے تحت الثریٰ سے سرکش علیٰ ایک دور و نزدیک کو کیا
 ملاحظہ فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر وسیع علم و ادراک
 کی نعمت سے نوازا ہو کیا اس سے کائنات کا کوئی گوشہ اوجھل رہ سکتا ہے
 کتب اعمادیث گواہ ہیں کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس معم پر لشکر روانہ کرنے سے پہلے ہی اجمالی طور پر آئندہ رونما
 ہونے والے حالات کا نقشہ دکھا دیا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا اگر حضرت
 زید سپہ سالار لشکر اسلام شہید ہو جائیں تو پرچم اسلام حضرت جعفر اٹھالیں
 اگر وہ شہید ہو جائیں تو پرچم حضرت الزواہر تمام لیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں
 تو پھر مسلمان جس پر متفق ہو جائیں اس کو امیر لشکر بنالینا۔ وہی نقشہ

سامنے آیا جس کی تفصیل آپ نے پہلے ہی بتادی تھی۔

پھر عین اس وقت جب شام میں لشکر اسلام منصرف جنگ تھا حضور
 منبر پر جلوہ فرما ہوتے نگاہ نبوت میوں دور سینکڑوں جبابہات کو چیرتی ہوئی
 میدان جنگ کو دیکھ لیتی ہے، حضور نے جنگ کی صورت حال سے صحابہ کرام
 کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا، لشکر اسلام کے تینوں امیر یکے بعد دیگرے شہید ہو
 گئے ہیں اور اب پرچم اسلام حضرت خالد بن ولید نے اٹھایا ہے اور اللہ نے
 ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی ہے۔

مشرق و مغرب کا مشاہدہ

حدیث ۲۶۱ ر عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ان الله شأوى الى المؤمن فسلئت مشائرها ومغاريها وارث
 ائمتي سيبعل مملكتها ما شوى الى منفا واعطيت الكثرين الاله
 ضم والابيض وارثي سالت ربي ان لا يهلكها سنة عامه
 وان لا يسلط عليهم عدو من سوى انفسهم فاستبج
 بئصتهم وارث ربي قال يا محمد اني اذا قضيت قضاء
 فائده لا يسرد وارثي اعطيتك لامتك ان لا اهلكهم سنة
 عامه وان لا اسلط عليهم عدو من سوى انفسهم
 فاستبج بئصتهم ولوا جتمع عليهم من باقطارها حتى

مِ كُونُ لِبَعْضِهِمْ يُفْلِدُ لِبَعْضًا وَيَسْنِي لِبَعْضِهِمْ لِبَعْضًا .
 ترجمہ ہر حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جے شک اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سمیٹ
 کر میرے سامنے رکھ دی پس میں نے اس کے تمام مشرق و مغرب کو دیکھا
 اور یقیناً میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک مجھے دکھایا گیا
 ہے اور مجھے شرخ اور سفید رنگ کے دو خزانے عطا کئے گئے ہیں میں نے
 اپنی امت کے لیے اپنے پروردگار سے یہ دعا مانگی کہ وہ اسے قحط سے ہلاک
 نہ کرے اور نہ ہی اس پر کوئی بیرونی دشمن مسلط کرے جو اس کو تباہ کر دے
 تو میرے رب نے فرمایا اے محمد ! علیہ السلام جب میں کوئی فیصلہ کر
 دیتا ہوں تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور میں نے تمہیں تمہاری امت کے
 لیے یہ عطا کیا ہے کہ میں اس کو قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ہی اس
 پر اپنوں کے سوا کسی دوسرے دشمن کو مسلط کروں گا جو اس کو تباہ کر دے
 اگرچہ ساری دنیا کے کافر ہی اس کے خلاف کیوں نہ نکل آئیں لیکن
 تمہاری امت آپس میں قتل و غارت کرے گی اور ایک دوسرے کو قید
 میں ڈالے گی . (صحیح مسلم)

علم مصطفیٰ کی وسعت کو خدا جانتا ہے یا پھر مصطفیٰ علیہ الخیرۃ والثناء
 جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشرق و مغرب کا مشاہدہ کرایا
 ہے ہمیں اس قدر علم ہے کہ ارض و سما اور مملکت و ملک میں کوئی ایسی

چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ سکھائی
 ہو چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب الساجد میں حضرت عبدالرحمن ابن عائش سے
 روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے اپنے رب کا دیدار کیا۔
 تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا اسے حبیب ! اس وقت ملا علی کے فرشتے کس
 مسئلے میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی الہی تو ہی بہتر جانتا ہے مجھے
 علم نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست مبارک میرے کندھوں کے درمیان
 رکھا جس کی ٹھنڈک میرے دل میں محسوس ہوتی پس دست قدرت کے
 فیضان سے

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ . مجھے زمین و آسمان کی ہر چیز کا علم ہو گیا۔
 مذکورہ تصریحات سے بعض دلوں میں یہ شکوک
ایک شہر کا ازالہ
 پیدا ہوتے ہیں کہ اس طرح تو علم خدا اور علم مصطفیٰ
 میں برابری ظاہر ہوتی ہے جو شرک جیسے ظلم عظیم کے مترادف ہے یہ خیال
 دراصل توحید ربانی کی حقیقی روح اور اوصاف خداوندی سے لاعلمی کے
 باعث پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر محدود اور ذاتی ہے ابتدا اور
 انتہا کے عینوب سے پاک ہے اس کے برعکس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا علم اللہ کا سکھایا ہوا ہے اور دائرہ عرش و فرش میں محدود ہے مزید
 برآں علم مصطفیٰ کو اتنی عظیم وسعت کے باوجود اللہ کے علم سے وہ نسبت
 بھی نہیں جو ایک قطرہ کو دریا سے ہے لہذا حضور علیہ السلام کو عالم ہوا

کانت وما یسکون تسلیم کرنے سے علم خدا اور علم مصطفیٰ میں برابری اور مساوات کی قطعاً کوئی بھی نسبت پیدا نہیں ہوتی اور نص قرآنی اور احادیث نبوی اس حقیقت پر گواہ ہیں ۔

تو دانتے ما گائی اور ما یسکون ہے

مگر بے خبر، بے خبر دیکھتے ہیں

چشم توبیخہ ما فی الصدور

حدیث ۳۴ : عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُكَيْنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي إِلَيْهِ سَلَامٌ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّاسِ فَلَمَّا خَفَضُوا الْقِتَالَ قَاتَى الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجَرَاحُ فَمَاءُ الرَّجُلِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا أَيْتُ الَّذِي تَحَدَّثُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَى فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجَرَاحُ فَقَالَ أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَأَنَّهُ بَغِضُ النَّاسِ يَسْتَتَابُ فَبَيَّنَّا هُوَ عَلَى ذَالِكَ إِذْ دَاخِلُ الرَّجُلِ الْخَرَجُ الْجَرَاحُ فَأَهْوَى بِسَيْدِيهِ إِلَى كَنَانَتِهِ فَأَنْتَزَعَ سَهْمًا فَأَنْتَهَرَ بِهِمَا فَاسْتَدَّ رِجَالًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ قَدْ أَتَاهُ

فَلَا تَنْفَكُ نَفْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ يَابِلَ لَقَوْمٍ مَا ذَنْ لِي يَدْخُلُ أَلْبَسْتُ إِلَّا مَوْصَنَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا السَّيِّئِينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ۔

ترجمہ ۱۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خنین میں حاضر تھے۔ آپ نے ایک شخص کے متعلق جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا کہ وہ دوزخی ہے جب لڑائی شروع ہوتی تو وہ شخص بڑی بہادری سے لڑا اور زخموں سے چور ہو گیا ایک آدمی نے اگر عرض کی یا رسول اللہ ! دیکھئے آپ نے جس شخص کو دوزخی بتایا تھا وہ تو اللہ کی راہ میں بڑی بے جگر می سے لڑ رہا ہے اور اس کو بہرستہ زخم بھی آئے ہیں حضور نے فرمایا بہر حال وہ شخص دوزخی ہے قریب ہی تھا کہ بعض لوگ شک میں پڑ جاتے کہ اتنے میں وہ شخص زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنے ہی ترکش سے تیر نکال کر خود کشی کر لی یہ منظر دیکھ کر لوگ بھاگ بھاگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دیا ہے اس شخص نے خود کشی کر لی ہے یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول برحق ہوں ۱۰ سے بلال اللہ اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مومن ہی جاتے گا اور بیشک

اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کی تائید و نصرت فاجرا آدمی سے بھی کرائے گا۔

(صحیح بخاری)

زیرِ نظر حدیث، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دانائے کل ہونے کی ایک واضح اور روشن دلیل ہے کیونکہ جنتی اور دوزخی ہونے کا دار و مدار موت اور خاتمہ زندگی پر ہے اس لیے کسی کے جنتی اور دوزخی ہونے کی وہی خبر دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے ابدالاً بآدمک کا تمام اجمالی اور تفصیلی جزوی اور کلی علم عطا کیا ہو جو بذِ الخلق سے دوزخ اور جنت میں داخل ہونے تک کے جملہ حالات و واقعات سے آگاہ ہو اور یہ مقام اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مرحمت فرمایا ہے جو ہر از روز جزو کل آگاہ بود در جہاں قائم بامر اللہ بود

ملاحظہ کیجیے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عرفان کی وسعت و عظمت کا وہ شخص جو غزوہ جین جیسے عظیم الشان معرکہ میں دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں سیدہ سپر ہے بڑی جرأت بہادری سے لڑتے ہوئے مجاہدینِ اسلام سے دادِ شجاعت لے رہا ہے اس کی شہادت کے آثار یقینی نظر آرہے ہیں صحابہ کرام اس کو مجاہدین کی صفوں میں دیکھ رہے ہیں اور چند لمحوں بعد اس کے جنتِ سدھار سنے پر یقین کیے ہوئے ہیں لیکن نگاہِ مصطفویٰ اس کو دوزخ کی پستیوں میں دیکھ رہی ہے کیونکہ نگاہِ صحابہ اس کے سترِ کردار پر تھی اور نگاہِ مصطفیٰ اس کے خاتمہ پر تھی۔

حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے ایک انصاری صحابی کو شہید کر دیا جنور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ خبر سن کر مسکراتے تو صحابہ کرام نے اس سے محلِ خوشی کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا میں اس لیے مسکرا رہا ہوں کہ قاتل اور مقتول جنت کے ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد عکرمہ مسلمان ہو کر شرفِ صحابیت سے مشرف ہو گیا۔
اسے فروغتِ صبحِ اعصارِ رود ہُود
چشمِ تو بندہ کافی الشُّرُور

حضرت عمار کی شہادت

حدیث ۲۸، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَخْفَرُ الْغَنَدِيُّ نَجْعَلُ يَمْسَحُ مِرَاسَهُ وَيَقُولُ بُرْسُ ابْنِ سَمِيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ۔

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا جب کہ وہ خندق کوؤ رہے تھے حضور ان کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرماتے تھے اے سید کے بیٹے! تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

(صحیح مسلم)

یاد رہے غزوہ خندق شہر میں واقع ہوا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ صفین میں شہادت پائی اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۲ سال بعد ہونے والے ایک واقعہ کی اطلاع دی جو آپ کے تعلیم خداوندی دانائے غیوب ہونے کی بین دلیل ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کے اس ارشاد گرامی پر اس قدر کامل یقین اور ایمان تھا کہ ایک مرتبہ آپ سخت بیمار ہو گئے آپ کی بیوی اپنے شوہر کی زندگی سے مایوس ہو کر روئے لگی تو آپ نے فرمایا غم نہ کرو میں اس بیماری سے ہرگز نہیں مروں گا۔ میرے پیارے مسطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ

”اے عمار! مجھے ایک باغی گردہ قتل کرے گا، اور دنیا کی تیری آخری خوراک دودھ ہوگا“

چنانچہ ایسا ہی ہوا اس خوشخبری کے ۳۲ سال بعد جنگ صفین میں حضرت عمار کو باغیوں نے گرفتار کر لیا اور آپ کو شہید کرنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ دیا۔ حضرت عمار وہ دودھ پی کر مسکرائے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا تھا کہ میری دنیا کی آخری خوراک دودھ ہوگی۔ اب دیکھو! مجھے حضور کے فرمان کے مطابق دودھ پلایا جا رہا ہے اس کے بعد باغیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔

بس اک اشائے سے سب کی نجات ہو کے رہی
نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

قیصر و کسری کی ہلاکت

حدیث ۲۹ مر عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلک کسری فلا یکون کسوی بعدک و قیصر لیکون ثم لا یکون قیصر بعدک و لیتقسم کونہما فی سبیل اللہ و سمی الحناب خذ عتہ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسری ہلاک ہو گیا پس اس کے بعد اور کوئی کسری نہیں ہوگا اور قیصر بھی ہلاک ہو جائے گا پھر اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہیں ہوگا اور تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کرو گے اور آپ نے جنگ کو ایک فریب سے تعبیر کیا۔ (بخاری و مسلم)

اہم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسری کی ہلاکت اور ان کی حکومتوں کی تباہی و بربادی کا اس وقت اعلان فرمایا جب قیصر و کسری کی حکمرانی کا سکہ ساری دنیا پر رائج تھا اور باقی تمام چھوٹے ملکوں پر ان کی بالادستی اور اجارہ داری قائم تھی کسی بڑے سے بڑے ملک کو بھی ان کے

ساتھ مجال دم زدن نہ تھی۔

پھر اس قدر عظیم طاقت و قوت کی مالک حکومتوں کی تباہی و بربادی کا بظاہر کوئی سامان و امکان بھی نہ تھا لیکن نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کی صداقت و حقیقت آفتاب میروز کی طرح ثابت ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں فرزندان اسلام کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ اور ان کی حکومتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئیں۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدانی اور علم نبوت کی ہر گہری ملاحظہ کیجئے۔ آپ نے صرف قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی ہی خبر نہ دی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ قیصر ہلاک ہو جائے گا اور اس کے بعد دوسرا کوئی قیصر نہ ہوگا اور کسریٰ کی ہلاکت کے بعد بھی کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا۔

آج دیکھ لیجیے کسریٰ کی موت کے بعد ایران میں پھر کوئی دوسرا کسریٰ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی قیصر کی موت کے بعد دنیا میں کوئی دوسرا قیصر برسرِ اقتدار ہوا اور نہ ہی قیامت تک ہوگا۔

صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث کو بنظر ایمان پڑھیے اور پھر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عرفان کی عظمت و جلال کا اندازہ کیجیے۔

عالم برزخ نگاہ مصطفیٰ میں

حدیث ۳۰: عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمْ أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يُسْتَبْرَأُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمُشِي بِالْثَمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً سَطَبَةً فَشَقَّ هُمَا بِصُفْيَيْنِ ثُمَّ غَسَسَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا قَالَ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَلْبَسَا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے آپ نے فرمایا ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور ان کو عذاب کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا بلکہ ایک معمولی گناہ پر ہو رہا ہے ایک شخص تو اپنے بدن کو پیشاب سے محفوظ نہیں رکھتا تھا اور دوسرا آدمی لوگوں کی چغلی بکرتا تھا پھر حضور نے ایک سرسبز شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے اور ان کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں سرسبز رہیں گی ان پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔ (صحیح بخاری)

اعجازِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء چاند دو ٹکڑے ہو گیا

حدیث ۳۱: عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَيِّرَهُمْ أَيْةً فَأَمَّا أَهْلُ انْقِمَارِ شِقَتَيْنِ حَتَّى سَأَلُوا حِسَاءً بَيْنَهُمَا -

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر دکھایا یہاں تک کہ حرا و پہاڑ چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

نئی قمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ ایک عظیم الشان معجزہ جو چارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی کے ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوا۔ کفار مکہ نے رات کے وقت حضور سے کوئی آسمانی معجزہ طلب کیا آپ نے دعا مانگی، انگشت مبارک سے چودھویں رات کے چاند کو اشارہ کیا تو چاند اسی وقت درمیان سے پھٹ گیا۔

درختِ قمر کو دراز انگشت شہادت بین بر فلک بدیدہ شان محمد

پچھلے صفحات پر صحاح ستہ کی نو احادیث سے علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و وسعت کا بیان گذر چکا ہے اسی عنوان کی یہ سب احادیث اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو نام نہاد کا بھی کامل علم و عرفان بخشا ہے فی الحقیقت جس طرح حضور کی نبوت و رسالت ہر موجود و مخلوق کے لیے نص قرآنی سے ثابت ہے، اسی طرح آپ کو تعلیم اللہ ہر موجود و مخلوق کا علم بھی حاصل ہے۔

مندرجہ بالا حدیث پڑھیے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیغمبرانہ بصارت کی جلالتِ شان دیکھئے۔ نگاہِ مصطفیٰ منوں مٹی کے کثیف حجابات سے گذرتی ہوئی عذابِ قبر کے ہولناک منظر کو دیکھ لیتی ہے۔ پھر آپ کے علم و ادراک کی باریک بینی اور ہر گیری کا اندازہ کیجئے کہ آپ نے صرف عذاب کا ہی مشاہدہ نہیں فرمایا بلکہ آپ تعلیم الہی یہ بھی جانتے تھے کہ ان کو عذاب کس گناہ کے پاداش ہو رہا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ، اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ

پھر تفصیل سے بتا دیا کہ ایک قبر والا چلی کرتا تھا اور وہ سراپیشاب سے اپنے بدن اور لباس کو محفوظ نہیں رکھتا تھا۔

اغرض اتنی تفصیل سے وہی بتا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم الاولین و الآخرین عطا کیا ہوا اور جس کے علم و ادراک کا یہ مقام ہو، کیا اس کے علم و عرفان میں کوئی خامی اور تشنگی رہ سکتی ہے؟

جس طرقت عمار محمدی اور تصرفات مصطفوی سے جو دسویں کا پنا
 دو ٹکڑے ہوا اسی طرح ڈوبا ہوا سورج بھی آپ کے حجرہ سے دوبارہ نکلا
 آیا۔ چنانچہ قاضی عیاض الشافعی تعریف حقوق المصطفیٰ میں اور امام بیہقی
 خصائص کبریٰ میں حضرت اسمائت عیسیٰ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مقام صبا
 میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی کی گود میں سر مبارک رکھے سو رہے تھے
 آپ نماز عصر پڑھ چکے تھے اور حضرت علی نے ابھی نماز پڑھنی تھی نماز کا وقت جا
 رہا تھا لیکن حضرت علی نے ہانس ادب آپ کو دجگایا اسنے میں سورج ڈوب گیا
 حضور جب بیدار ہوئے تو آپ نے حضرت علی کو مفہوم دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی
 تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! میری نماز عصر قضا ہو گئی ہے یہ سن کر
 حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی :
 اللَّهُمَّ إِنَّكَ كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَ طَاعَتِ نَبِيِّكَ فَارْزُقْهُمُ الشَّمْسُ . (شفاء)
 الہی ایہ علی تیری اور میرے نبی کی اطاعت و خدمت میں حاضر تھا
 پس تو اس پر سورج لوٹا دے ۔
 حضرت اسماعیل فرماتے ہیں میں نے خود دیکھا کہ سورج غروب ہونے کے
 بعد دوبارہ مغرب سے طلوع ہو کر وقت عصر پر آٹھواں اور اس کی دھوپ اور
 شعاعیں پہاڑوں اور میدانوں پر چمکنے لگیں۔ جس طرح آپ کی انگشت مبارک
 کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور ڈوبا سورج پٹ آیا اسی طرح شب طرچ
 کے دوسرے دن آپ کی دعا سے اللہ نے سورج کو ٹھہرا دیا اس روایت کو

ان نے بطریق ارسال اور طبرانی نے معجم اوسط میں بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ
 نقل کیا ہے ۔

ہاتھ اٹھتے ہی ابر رحمت چھا گیا

حدیث ۳۲۲ ر عَنْ النَّسِ قَالَ أَصَابَتْ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَعْطِبُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْمَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَ
 النَّاسِ وَجَاءَ النَّبِيُّ فَادْعَ اللَّهَ فَدَعَا لَهُ فِي السَّمَاءِ
 فَرَزَعَهُ فَوَالَّذِي لَفِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ
 فَأَمْسَلَ جِبَالٌ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ عَنْ مُسْبِرٍ حَتَّى رُبِيتُ
 لِمَطَرٍ يَلْحَادُهُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَطَرًا يَوْمًا ذَاكَ وَمِنْ الْعَدِ وَمِنْ
 بَعْدِ الْعَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى فَقَامَ ذَاكَ الْغَمَامُ أَوْ غَيْرُهُ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهْدِمُ الْبَنَاءَ وَغَسَقَ السَّمَاءُ فَادْعَ اللَّهَ لَنَا
 فَدَعَا بِدِيهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ رَحِمَا لِيَا وَلَا عَلَيْكَ فَمَا يَشِيرُ
 إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَجَحَتْ وَصَارَتْ الْهَدْيُكَةُ
 مِثْلَ الْجَوَابَةِ رَسَالِ الْوَادِي فَنَاقَةُ سَهْرًا وَلَمْ يَجِ أَحَدٌ مِنْ
 نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ .

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرتبہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے تھے۔ حضور علیہ السلام منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے
 ہڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! قحط سے مال مویشی ملاں ہو رہے ہیں
 اور اہل و عیال بھوک میں مبتلا ہیں۔ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا مانگیجے تو
 حضور نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے حضرت انس کہتے ہیں میں اس وقت آسمان
 پر کہیں بادل نظر نہیں آتا تھا خدا کی قسم حضور نے ابھی دعا حق کر کے ہاتھ نیچے بھی
 نہیں رکھے تھے کہ آسمان پر سیاہ بادل پٹاروں کی مانند اُگر برسنے لگے جب
 حضور منبر سے اترے تو میں نے بارش کا پانی آپ کی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتا
 دیکھا۔ بارش اس دن بھی برتی رہی دوسرے اور تیسرے دن بھی جتنی کر آئندہ
 جھٹک متواتر بارش ہوتی رہی۔ (حضور جب خطبہ فرمانے کے لیے منبر پر بیٹھے)
 تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اب تو
 بارش کی فراوانی سے مکان گرنے لگے اور مویشی ڈوبنے لگے ہیں آپ ہمارے
 لیے اللہ سے دعا مانگیجے۔ حضور نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا
 فرمائی۔ اے اللہ! اب بارش ہمارے گرد و نواح پر برسا ہم پر نہ برسا اور آپ
 بادل کو ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے حضور جس طرف بھی انگلی کا اشارہ فرماتے
 اس طرف سے بادل پھٹ جاتا اور مدینہ منورہ پر سے آسمان بالکل صاف
 ہو گیا اور گرد و نواح پر بادل برسنے لگا اور باہر سے مدینہ منورہ میں جو شخص بھی
 آیا اس نے بارش کی فراوانی کی خبر سنائی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ملاحظہ کیجیے بارش کے لیے عجیب مصلحت کے ہاتھ اٹھتے ہی آسمان پر
 وہ بادل چھا کر برسنے لگے اور ایک ہفتہ برستے ہی رہے۔ پھر وہی ہاتھ اٹھے
 جس طرف آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتا اس طرف سے بادل پھٹ جاتا۔ اب
 یہ منورہ کا عجیب منظر ہے دیدار عجیب پر سے آسمان بالکل صاف ہے اور
 دو نواح پر بارش ہو رہی ہے۔

دعا کے محمد ﷺ

حدیث ۳۳۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَدْعُو أُمَّي إِلَى الْإِسْلَامِ
 وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاسْتَعْتَنِي فِي مَسْئُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلَسْتُ فَأَيُّتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَأَنَا أَبْكِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّيَ إِلَى هُدًى
 فَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّيَ إِلَى هُدًى فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْتُ إِلَى الْبَابِ فَذَا هُوَ
 جُحَافٌ نَسِيعَتُ أُمَّيَ خَشَفَ قَدَمِي فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا
 أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَبَّحْتَ خَضَخَصَّةَ الْمَاءِ فَاغْتَسَلْتَ فَلَبَسْتَ
 وَخَلَلْتَ عَنْ جِھَابِهَا فَفَتَحْتَ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 فَسَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْكِي مِنْ

اَنْفَسَ رَحِمَ مُحَمَّدٍ اللّٰهُ وَقَالَ خَيْرًا .

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ
مشرکہ تھی اور میں انہیں مسلمان ہونے کی دعوت دیتا رہتا تھا حسبِ عادت
ایک دن میں نے اپنی والدہ کو اسلام قبول کرنے کا کہا تو والدہ نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے جس سے مجھے بڑا صدمہ
ہوا اور میں روتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی
یا رسول اللہ! دعا فرماؤ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو ہدایت عطا کرے تو آپ نے
یہ دعا فرمائی اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں کر خوشی خوشی باہر آیا۔ جب میں گھر پہنچا تو
کیا دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے۔ میری والدہ نے قدموں کی آہٹ سن کر
ابوہریرہ باہر ہی کھڑا رہا اور پھر مجھے پانی گرنے کی آواز سنائی دی۔ میری والدہ
نے غسل کیا اور کپڑے پہنے اور بڑی جلدی سے دروازہ کھول کر کہا ابوہریرہ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ۔
میں اسی وقت فرطِ مسرت سے روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو والدہ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری
سنائی تو حضور نے اللہ کی حمد فرمائی اور مجھے دعائیں دیں۔ (صحیح مسلم)
دعا کی قبولیت اور اس کے اثرات کا اس قدر عجبت اور جلدی سے
ظاہر ہونا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا اعجاز ہے۔ مندرجہ بالا

حدیث اور اس سے پہلی حدیث اسی اعجازِ مصطفویٰ کی آئینہ دار ہیں اور
مصطفیٰ کے ہاتھ اٹھے اور قبولیت نے گلے لگایا۔

اجابت نے جھک کے گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

ایکس کجوریں اور پچیس سال

حدیث ۳۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَكُنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِشَهْرَاتٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهُ فَيَهِنَ بِكَ بَرَكَتُهُ
فَضَمَّنْ ثُمَّ دَعَانِي فَيَهِنَ بِكَ بَرَكَتُهُ قَالَ حَدَّثَنِي فِي مَزْدَدِكَ
كُلَّمَا اسْرَدَتْ اَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَاَدْخُلُ فِيهِ يَدُكَ فَتُحْذَرُ
وَلَا تُشْرَكَ مَثَرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَالِكَ الشُّرُكَ ذَا وَكَذَا
مِنْ وَسْقٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فُكِّنَا نَا كُلُّ مِثْمَةٍ وَنُطْعِمُ وَكَانَ
لَا يُقَاسِرُنِي حَقْوِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ۔
ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں تھوڑی

سی کجوریں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کی یا رسول اللہ! دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ ان کجوروں میں برکت

پیدا کر دے تو آپ نے ان کھجوروں کو ملایا پھر میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا اے ان کھجوروں کو اپنے تھیلے میں ڈال دے جب تجھے کھجوروں کی ضرورت پڑے تو تھیلے میں ہاتھ ڈال کر نکال لینا اور اس کو الٹا کر کے ہرگز نہ جھاڑنا۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے اس تھیلے سے کئی من کھجوریں اللہ کی راہ میں خیرات کیں۔ ہم خود بھی اس تھیلے سے کھجوریں کھاتے رہے معاملوں کو بھی کھلاتے رہے اور میں بھی تھیلہ ہمیشہ اپنی کمر سے باندھے رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت کے روز وہ کہیں گم ہو گیا۔

(ترمذی)

عذین عظام نے لکھا ہے کہ ان کھجوروں کی تعداد اکیس تھی لیکن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف و اعجاز سے ان اکیس کھجوروں میں اتنی برکت پیدا ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہ تقریباً پچیس سال تک اس تھیلے سے کھجوریں کھاتے رہے اور کھلاتے رہے اور منوں کی تعداد میں فی سبیل اللہ تقسیم بھی کیں لیکن تھیلے سے کھجوریں کم نہ ہوتیں آخر شہادت عثمان غنی کے دن وہ تھیلہ گم ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ اس پر شدتِ غم میں روئے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِي هَمَّانَ بَيْنَهُم
هَمُّ الْجَسَّابِ وَهَمُّ الشَّيْخِ عُمَانَ

آج لوگوں کو صرف ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک تھیلے کے گم

ہونے کا غم اور دوسرا شہادتِ عثمان غنی کا غم۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف و اعجاز سے قلیل طعام کا زیادہ ہونا ایک کثیر الوقوع معجزہ ہے۔ غزوہ خندق میں صرف چار سیرائے اور اتنے ہی گوشت سے ایک ہزار صحابہ کرام شکم سیر ہو گئے مگر کھانا ذرا بھی کم نہیں ہوا ایک پیالہ دودھ سے ستر صحابہ سیراب ہو گئے مگر پیالہ اسی طرح لبالب بھرا ہوا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اسی اعجازِ مصطفوی کے متعلق نغمہ سرا ہیں۔

کیوں جناب ابو ہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

قطرے سے دریا کر دیا

حدیث ۳۵ ر عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ سَكُونَةٌ فَنَوَضَّاءُ
مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّاءُ
بِهِ وَنَشْرِبُ إِلَّا مَا فِي سَكُونَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي السَّكُونَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَقُوسُ مِنْ بَيْنِ
أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُوتِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّاءُ نَارِقِلٍ لِحَابِسٍ

كَمْ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكُنَّا كَذِبٌ خَمْسٌ عَشْرَةَ مِائَةً

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ حدیبیہ کے دن لوگوں کو سخت پیاس لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی نہ ملا ایک لٹا پانی کا تھا جس سے آپ وضو فرما رہے تھے تو سب لوگ آپ کے پاس آئے اور عرض کی ہمارے پاس کوئی پانی نہیں کہ ہم اس سے وضو کریں اور پیس صرف یہی پانی ہے جو آپ کے لٹا میں ہے یہ سن کر حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک لٹا میں رکھا تو آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی چشموں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر نکلنے لگا حضرت جابر کہتے ہیں ہم سب نے خوب پانی پیا اور وضو بھی کیا کسی نے جابر سے پوچھا اس وقت تمہاری کتنی تعداد تھی ؟ آپ نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کے لیے کافی ہوتا لیکن ہم اس وقت صرف پندرہ سو آدمی تھے ۔ (صحیح بخاری مسلم)

مسند جبرہہ بالمعجرہ بنع النجاء بھی حضور شہنشاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے متعدد مقام پر متعدد بار ظاہر ہوا ہے یہ معجزہ دیگر تمام معجزوں سے ایک عظیم المثال عجیب اور نادر الامجرہ ہے ۔ اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی سے اس کا نظیر نہیں ہوا کیونکہ پانی کا چشمہ انسانی بدن سے نہیں نکلتا بلکہ ہمیشہ زمین پہاڑ اور پتھروں کے درمیان سے ہی نکلتا ہے ۔

حضرت موسیٰ حکیم اللہ علیہ السلام نے ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کر دیے تھے جو جاشعربانی جنگ پر ایک بہت بڑا کمال ہے مگر ہاتھ سے پانی کے چشمے ہا کر ہزاروں افراد کی پیاس بجھانا پیارے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی اعجاز اور کمال ہے ۔ غور کیجئے ساقی کوثر کے گرد پیاسوں کا جھوم ہے اور آپ کے دست مبارک سے پانی چشموں کی طرح ابلی ابل کر بہ رہا ہے اور متوالے قلب و نظر اور جسم و جان کی پیاس بجھا رہے ہیں پھر حضرت جابر پوچھنے والے کو کیسا ایمان آفرور جواب دیتے ہیں کہ اس دن تو صرف ڈیڑھ ہزار تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو مالک کوثر سب کی پیاس بجھا دیتے ۔ کیونکہ

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دینے میں ڈیرے بہا دیتے ہیں
اگلے جب موج میں قطرے سے دریا کر دیا
پڑ گئی جس پر نظر بند سے مولیٰ کر دیا

ٹوٹی ہڈی جڑ گئی

حدیث ۳۶ : رَوَى الْبُخَارِيُّ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا إِلَى آفَافِ سَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَتِيكٍ بَيْتَهُ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَتِيكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَنِي ظَهْرِي فَعَرَفْتُ أَنِّي مَاتْتُ

فَجَعَلْتُ أَتَّحُ حَتَّى ارْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِي نَوَافِلَ
فِي لَيْلَةٍ مَقْبُورَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعَمَامَةٍ فَأُطْلِقْتُ إِلَى
أَصْحَابِي فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَذْتُ لَيْلَةً
فَقَالَ الْبُسْطُ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَكَانَ لَهَا لَحْمٌ
أَشْكِيهَا قَطُّ .

ترجمہ ۱۰۔ حضرت برادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کا فر کو قتل کرنے کے لیے ایک جماعت روانہ
کی۔ عبداللہ ابن عتیک (جو اس جماعت میں شامل تھے) رات کے وقت
اس کافر کے گھر میں داخل ہوئے وہ سویا ہوا تھا آپ نے اسے قتل کر ڈالا
عبداللہ ابن عتیک کہتے ہیں میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر اس
زور سے دبائی کہ پشت سے پار ہو گئی جب مجھے اس کے مرنے کا پورا یقین ہو
گیا تو پھر میں اس کے گھر کا ایک ایک دروازہ کھولتے ہوئے باہر بیڑیوں
تک پہنچ گیا۔ چاندنی رات تھی میں نے اس خیال میں کہ نیچے اتر گیا ہوں قدم
اٹھایا تو گر گیا جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی
کو مضبوط باندھا۔ پھر آہستہ آہستہ چل کر اپنے ساتھیوں سے اطلاع کے براہ
میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو سارا قصہ سنایا
تو حضور نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلا۔ میں نے اپنی ٹانگ پھیلائی آپ نے اپنا
دست مبارک اس پر پھیرا تو ٹوٹی ہوئی ہڈی اس طرح ٹھیک ہو گئی گویا

پہلے کبھی اس کو کوئی تکلیف ہی نہیں ہوتی تھی (صحیح بخاری)

شہنشاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سراپا یکوا عجاز
ہے بلکہ آپ کے جسم اطہر سے پھو جانے والی ہر چیز مظہر کمالات خدا ہے اگر
حضور کے جسد انور کے تمام کمالات و معجزات قلمبند کرنے کی کوشش کی جائے۔
تو دفتروں کے دفتر ختم ہو جائیں قلم ٹوٹ جائیں مگر آپ کے شمال و محاذ کا
ایک باب بھی کما حقہ پورا نہیں ہو سکتا۔

حدیث بالا حضور کی شانِ میسائی اور نائبِ دستِ قدرت کا ایک
ادنیٰ کرشمہ ہے یہ آپ کا وہی مقدس ہاتھ ہے جس کو اللہ نے
اپنا ہاتھ کہا ہے اسی مبارک ہاتھ کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو پارہ ہو
گیا اور دُوبا سورج پلٹ آیا یہ وہی دستِ شفا ہے جس کے محض چھو جانے
سے ہی وہ بیماریاں دور ہو گئیں جن کے علاج سے دنیا کے طبیب عاجز ہیں۔
صاحبِ رحمت شمس و شمسِ اقبال
نائبِ دستِ قدرت پر لاکھوں سر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن اور حضرت علی کی دکھتی آنکھ

حدیث ۳۷۰۰
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ حَبَابٍ
لَوْ عَطِيتُ هَذِهِ السَّائِيَةَ عِنْدَ مَرْجُوٍّ لَيَقْتَحِ اللَّهُ عَلَيَّ يَدَيْهِ

يُحِبُّ اللَّهُ وَسُرُّوهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَسُرُّوهُ فَمَنْ سُرَّ سُرُّهُ
عَدُوٌّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقَتْلِهِمْ
يَسْرُجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ آيُنَ عَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا
هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُشْكِي عَيْنَهُ قَالَ فَأَسْرَسُوا إِلَيْهِ فَأَرَى
بِهِ فَبَصَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ
فَبَرَأَ حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الشَّرَاطِيَّةَ
فَقَالَ عَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلْهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا قَالَ
أَلْفُ عَلَى بِرَسُولِكَ حَتَّى تَسْمُلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ
إِلَى الدِّسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يُحِبُّ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ
اللَّهِ فِيهِ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الضَّالِّينَ فَاجِدْ
خَيْرَ ذَلِكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النُّعْمِ

ترجمہ: حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا کہ میں یہ جھنڈا
ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا وہ
شخص اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے
محبت کرتے ہیں جب دوسرے دن کی صبح ہوتی تو لوگ صبح سویرے ہی
حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہر ایک یہ آرزو رکھتا تھا کہ
حضور جھنڈا مجھے دیں آپ نے پوچھا علی ابن ابوطالب کہاں ہیں صحابہ

نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو
بلالا وچٹا لپر حضرت علی کو بلایا گیا آپ نے ان کی دکھی آنکھوں میں اپنا
تھوک مبارک لگایا تو اسی وقت ایسے دوست ہو گئیں کہ گویا کبھی انہیں
تکلیف ہوئی ہی نہ تھی پھر حضور نے ان کو جھنڈا عطا کیا۔ حضرت علی نے کہا:
یا رسول اللہ! میں ان کافروں سے اس وقت تک ٹرتا رہوں گا جب
تک وہ ہماری طرح مسلمان نہیں ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا اسے علی! پہلے
نرمی کے ساتھ میدان میں جا کر ان کو دعوت اسلام دینا اور اسلام کی
طرف سے جو ان پر حقوق عائد ہوتے ہیں وہ ان کو بتانا خدا کی قسم اگر اللہ
نے تیرے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دی تو تیرے لیے سرج
اونٹوں سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری مؤلف)

یہ حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و عرفان کی عظمت
اور لعابِ دہن کی برکات پر مشتمل ہے حضور کا لعابِ دہن یعنی تھوک مبارک
لا تعداد معجزانہ کمالات کا حامل ہے آپ کا لعابِ دہن ہر دور کی دوا
اور ہر مرض کا درماں ہے آپ کے اسی لعابِ دہن کی کرامت و برکت
سے بچوئی آنکھیں بینا ہو گئیں، گھر سے زخم مندمل ہو گئے اور کھاری کنویں
شیریں ہو گئے۔

فراق حبیب میں ستون مسجد رو پڑا

حدیث ۳۸، عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ ارْتَمَدَ إِلَى جَذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَاسِرِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صَنَعَ لَهُ الْإِمْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ بَيْنَ أَيْمَنِ النَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ يَكْتُ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذُّكْرِ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے تھے تو مسجد نبوی کے گھور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ پھر جب منبر بنایا گیا اور آپ اس پر بیٹھے تو گھور کا وہ ستون جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے حج مارا کہ اس قدر زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ مارے غم کے پھٹ جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف سے اتر کر اسے سینے سے لگالیا تو وہ اس بچے کی طرح سسکیاں بھر کر رونے لگا جس کو ماں چُپ کراد ہی ہو یہاں تک کہ وہ ستون خاموش ہو گیا حضرت جابر کہتے ہیں یہ ستون پہلے آپ کا وعظ و نصیحت سنتا تھا اب جو نہ سنا تو وہ رو پڑا۔ (صحیح بخاری)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث مشہور ہے بلکہ حدیث تواتر کو پہنچی ہوئی ہے اور صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت نے اس کو روایت کیا۔

جذب القلوب میں ہے کہ حضور علیہ السلام جب ستون کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ دیا ہوئے تو وہ سسکیاں بھر بھر کر رونے لگا ستون کو روتا دیکھ کر حاضرین مسجد بھی رو پڑے حضور علیہ السلام منبر سے اتر آئے اور ستون کو سینے سے لگا کر فرمایا اگر تو چاہے تو میں تمہیں دوبارہ ہر ابھر درخت بنا دوں اگر تو چاہے تو میں تجھے بہشت جاوداں میں لگا دوں، تاکہ تو جنتی نہروں اور چشموں سے سیراب ہوتا رہے اور وہاں محبوبانِ خدا تیرا پھل کھائیں کچھ دیر کے بعد آپ نے صحابہ کرام کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اس نے جنت میں رہنا پسند کیا ہے پھر آپ نے اس کو اسی جگہ دفن کروا دیا۔

گھور کے خشک تنے کا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں انسانوں کی طرح رونا مردہ زندہ کرنے سے برہم کر تعجب انگیز اور باکمال ہے کیونکہ ایک مردہ جسم میں جو پہلے زندہ اور روح کا مسکن تھا کس میں دوبارہ روح کا لوٹ آنا اتنا حیران کن نہیں جتنا کہ عقل انسانی کے لیے ایک خشک لکڑی جو عالمِ حادثات سے تعلق رکھتی ہے، کا زندہ ہو کر اربابِ عقول کی طرح ہجر رسول میں رونا اور اپنی دلزدہ و پچھوں سے حاضرین مسجد کو بھی رلا دینا حیرت کا باعث ہے۔ عارفِ روحی فرماتے ہیں

استقن خانہ در حجر رسول
نالہ می زد، پچھوں اربابِ عقول

درخت کی اطاعت

حدیث ۳۹۰ ر عن ابن عباس قال جاء أعرابي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بما أعرفت أنك نبي قال إن دعوت هذا البعدى من هذه النخلة يشهد أنى رسول الله فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعل ينزل من النخلة حتى سقط إلى النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال ارجع فعاد فأسلم الأعرابي .

ترجمہ ۱۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ پیغمبر نبی ہیں حضور نے فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت کے اس خوشہ کو بلاؤں تو وہ میرے پاس آکر میری نبوت اور رسالت کی گواہی دے گا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اس کو بلایا تو کھجور کا وہ خوشہ درخت سے نیچے اتر کر آپ کے قدموں میں آگرا۔ پھر آپ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ خوشہ واپس درخت پر اسی جگہ جا لگا۔ (ترمذی)

علماء محققین اور ائمہ مجتہدین نے کتاب و سنت کی روشنی میں یہ وضاحت کی ہے کہ حضور علیہ السلام صرف انسانوں کے ہی نبی اور رسول

نہیں بلکہ آپ حیوانات و جمادات و نباتات اور تمام موجودات ارضی و سماوی کے رسول اور پیغمبر ہیں۔ اسی لیے کائنات کی ہر چیز آپ کے زیر فرمان ہے خود آپ کا ارشاد ہے کہ سوائے (سرکش) جنوں اور انسانوں کے ہر چیز پر جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

مندرجہ بالا حدیث سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی رفیع الشان کمال اور اعجاز کی آئینہ دار ہے اور آپ کے تمام معجزات و کمالات نبوت اس کا واضح ثبوت ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ مکہ کے باہر گیا تو جو درخت اور پتھر بھی سامنے آیا وہ باوازا بلند عرض کرتا تھا: السّلام علیک یا رسول اللہ۔ (ترمذی)

ایک دفعہ آپ نے ایک کافر کو کلمہ پڑھنے کا فرمایا تو وہ کہنے لگا آپ کے اس ارشاد کے سچا ہو نے کی کون گواہی دے گا۔ حضور نے فرمایا وہ سامنے والا درخت۔ پھر آپ نے اس درخت کو بلایا تو وہ زمین سے اپنی جڑیں نکال کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اور تین بار آپ کے رسول برحق ہونے پر بزبان فصیح شہادت دی پھر وہ آپ کے حکم سے واپس چلا گیا۔ الغرض حضور علیہ السلام کے معجزات و کمالات بے حساب ہیں سب کا کما حقہ بیان انسانی طاقت سے باہر ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم حضور کا ایک عظیم اور زندہ و جاوید معجزہ ہے یہ صرف ایک ہی معجزہ نہیں بلکہ سات ہزار سات سو معجزات کا مجموعہ ہے اور احادیث

سے اہل علم نے تین ہزار معجزات نقل کیے ہیں۔
تیرے تو وصف ہیں عجیب تناہی سے بری
جہاں بوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

صَلُّوْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

حدیث ۲۰

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَواتٍ
وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيَاةٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ
ترجمہ ۱۰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ
اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے
اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔ (نسائی)

تمام فرض عبادات و اعمال کے بعد افضل اور اللہ کے ہاں مقبول
ترین عمل اس کے پیارے حبیب عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے
یہ آپ کی ایک عظیم خصوصیت ہے جس سے صرف آپ ہی کی ذات
گرامی صفات مخصوص ہے فی الحقیقت تمام اعمال میں صلوة علی النبی
ہی ایک ایسا عمل ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس طرح انوکھے اور

نرالے انداز میں دیا ہے کہ اے خدا کے یکتا کی واحدیت اور اس کے
حبیب مصطفیٰ کی رسالت پر ایمان لانے والو! میں اور میرے نوری فرشتے
نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام پڑھتے ہیں۔ لہذا تم بھی نبی عربی
کے حضور صلوة و سلام بھیجئے رہو۔

درود شریف ہی ایک ایسا عمل ہے جس کا صلہ اللہ تعالیٰ اس
طرح دیتا ہے کہ جو اس کے پیارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
ایک بار درود بھیجتا ہے تو وہ خدا کے بزرگ و برتر اپنی شان رب العالمین
کے شایان اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اس کے دس گناہ معاف کرتا
ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔

غور کیجئے کہاں وہ بلند ترین ذات واجب الوجود اور کہاں ہم کم ترین
سیاہ کار مخلوق مگر جب ایک بار بصدق دل اس کے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور نذرانہ صلوة و سلام پیش کیا تو وہ خدا کے ذوالجلال
ایک بار نہیں بلکہ دس بار نگاہ کرم فرماتا ہے۔ درود و سلام رسول مصطفیٰ
پر پڑھا اور اس کا صلہ خدا نے دیا عالم قدس کے مقرب فرشتوں نے
ستر بار دعائے رحمت و مغفرت سے یاد کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں جو شخص حضور علیہ السلام پر ایک
بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرستے اس پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔
(مشکوٰۃ)

سید کوئین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی صفات پر صلوة و سلام کی اہمیت و افضلیت کا اندازہ درج ذیل چند مقبر و مستند روایات سے کیجیے۔
حضرت ابن مسود فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین پر گھومتے رہتے ہیں وہ مجھے میری امت کا درود و سلام پہنچاتے ہیں۔ (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو مسلمان بھی فجر پر صلوة و سلام بھیجتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ میری روح کو عالم مشاہدہ سے اس کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے پھر میں اس کے سلام کا خود جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

علامہ ابن قیم جلاء الافہام میں بحوالہ ابن ماجہ و طبرانی حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر میں اس کی آواز سن لیتا ہوں (وہ شخص چاہے کہیں ہو) صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ وفات کے بعد بھی درود سن لیں گے آپ نے فرمایا ہاں۔ وفات کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! جو لوگ علیہ منورہ

سے دور دراز ملکوں میں رہتے ہیں اور جو لوگ آپ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود و سلام کا کیا حال ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اپنی محبت کا درود تو خود سنتا ہوں اور ان کو پہنچاتا بھی ہوں اور دوسروں کا درود مجھے فرشتوں کے ذریعے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(دلائل الخیرات)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

أَوَّلِي النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قِيَامَتِ كَدِّ السَّيْرِ
أَكْبَرُهُمْ عَلَى صَلَواتِ
میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود

(رواہ الترمذی) پڑھنے والے ہیں۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ مسرت و شادمانی کے آثار آپ کے رُوح انور پر نمایاں تھے آپ نے فرمایا ابھی حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آکر فرمایا۔ یا رسول اللہ! آپ کا رب کریم ارشاد فرماتا ہے۔ اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ اس بات پر خوش نہیں کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا میں اس پر دس بار درود بھیجوں گا اور جو آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا میں اس پر دس بار سلام

بھجوں گا؟ (رواہ انسائی والداری)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درود پڑھتا ہوں، لہذا آپ ارشاد فرماتے ہیں (دوسرے وظائف کے مقابلہ میں) کتنی مقدار میں آپ پر درود پڑھا کروں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس قدر چاہو پڑھو۔ میں نے عرض کیا چوتھائی حصہ درود پڑھا کروں فرمایا جتنا چاہو پڑھو اگر زیادہ پڑھو گے تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کیا ادا وقت درود پڑھا کروں، ارشاد فرمایا جتنا دل چاہے پڑھو اگر اس سے بھی زیادہ پڑھو گے تو وہ بہتر ہی ہوگا۔ میں نے عرض کیا دو تہائی حصہ درود پڑھا کروں گا۔ ارشاد فرمایا جتنا وقت چاہو درود پڑھو اگر دو تہائی سے بھی زیادہ پڑھو گے تو یہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر تو میں تمام وقت درود پڑھنے کے لیے مخصوص کر دوں گا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا کرو گے تو پھر یہ وظیفہ درود شریف تمہاری سب پریشانیوں سے نجات دے گا۔

کی بخشش کا ذریعہ ہوگا۔ (رواہ الترمذی بخوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور بدعا ارشاد فرمایا۔ ذیل و خوار ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

ذیل و خوار ہو وہ آدمی جس کے پاس ماہ رمضان آئے اور اس کے گناہوں کی بخشش سے قبل چلا بھی جائے۔ ذیل و خوار ہو وہ آدمی جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پاتے پھر وہ ان کی خدمت کر کے جنت نہ حاصل کرے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اصل بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (رواہ الترمذی و امام احمد)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا یہ کیا تمہیں سب سے بڑے کجگوں آدمی کا پتہ نہ بتاؤں، عرض کی ہاں، یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا جس آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ سب سے زیادہ بخیل انسان ہے۔ (کتاب الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اس کو درود شریف کا پورا اور کامل ثواب عطا کیا جائے تو وہ مجھ پر اور میرے اہل بیت پر اس طرح درود پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى

اَبْسُرْ اَهْلِيْكُمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

(رواہ ابو داؤد)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ۔

”جس نے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ الْمُنْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝

(رواہ احمد بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت نبیہ ابن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت کعب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجلس میں حضور علیہ السلام کا ذکر پل پڑا۔ حضرت کعب نے کہا کہ روز ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور آپ کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر روضہ رسول پر ملے ہیں۔ آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو واپس چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے دوبارہ اتر آتے ہیں یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا یہاں تک کہ جب قیامت قائم ہوگی تو حضور علیہ السلام ستر ہزار نوری فرشتوں کے بھر مٹ میں روضہ اطہر سے باہر تشریف لائیں گے۔

(مشکوٰۃ بحوالہ دارمی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس دعا کے ساتھ نبی عربی کی ذات گرامی پر صلوٰۃ و السلام پڑھا جائے وہ دعا زمین و

آسمان کے درمیان ہی رہتی ہے اور جب تک تم اپنے نبی رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھو گے وہ دعا بارگاہ الہی میں شرف قبولیت نہ پاسکے گی۔ (ترمذی)

الغرض درود شریف رضائے خدا اور خوشخودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے دبار میں فرائض کے بعد ایک محبوب اور مقبول ترین عمل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج نبوت میں بعض علماء ربانین کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو مرشد کامل اور رہبر حق نہ مل سکے تو ایسے شخص کو تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر پابندیِ آداب اور خلوص دل کے ساتھ بکثرت درود پڑھنا چاہیے۔ درود شریف کی برکت سے خود آپ کی ذات اس کی تربیت و دستگیری فرمائے گی۔

اور وہ قرب خدا اور معیت مصطفیٰ سے مشرف ہو کر منزل مقصود کو پا لے گا۔

بَلَغَ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ

حضور اپنے خدا داد کمال کے ذریعے شرف و عزت کی رفعتوں پر پہنچے۔

كَشَفَ الدُّجَىٰ بِجَمَالِهِ

اپنے اپنے حق و جمال کی تابانیوں سے کفر و شرک کے اندھیروں کو مٹا دیا۔

حَسَنَتُ جَمِيعُ خَصَالِهِ

آپ کی تمام عادات و خصائص نہایت ہی حسین و جمیل ہیں۔
 صَلَوَاتُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
 اے عاشقانِ جمالِ محمدی! اپنے آقا اور ان کی آلِ پاک پر درود پڑھتے رہو۔

حرفِ آخر

ریج الاول کا بہارِ آخرین مہینہ تشریف لا چکا ہے اسی میں مولائے کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیائے آب و گل کو اپنی لافانی ضیاء پاشیوں سے
 منور فرمایا۔ اسی ماہ مقدس میں گلزارِ عالم کی خزاں رسیدہ پتر مردہ کلیاں
 رشکِ فردوس بنیں نجیابانِ ہستی کو حیاتِ ثوبلی، اور گلشنِ انسانیت پھر
 سے سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگا جب بھی یہ ماہِ معظم آتا ہے اپنے
 ساتھ خلدِ بریں کی ہزاروں بہاریں لے کر آتا ہے اور عاشقانِ جمالِ مصطفوی
 کے چہروں پر شباب و مسرتِ رقص کرنے لگتی ہے آج پھر یہی ماہِ مکرم
 اپنی تابانیوں سے کائنات کو بقعہ نور بنا رہا ہے فرزندِ انِ توحید محمد
 عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں بارگاہِ
 رسالت میں عقیدت کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ فرش سے عرش
 تک ہر سو ذکرِ حبیب کا چرچا ہے۔ محافلِ میلادِ برباد ہو رہی ہیں ہر مسلمان
 گنبدِ خضریٰ کے دوہا پر صلوة و سلام کے پھول پھلا کر دکھا رہا ہے۔ مولف
 مولائے کل، بھی مولائے کائنات کے حضور اپنا یہ حقیر سا نذرانہ پیش کرتا ہے۔
 اسی مطلب سے چنتے پھرتے ہیں ہم پھول گلشن میں
 صبا شاید گرا دے ان کو جا کر تیرے دامن میں
 آخر میں بارگاہِ احدیت میں بصدِ عجز و انکسار دعا ہے کہ

اَللّٰهُمَّ الْعَالَمِينَ اَبُو سَيِّدِنَا نَبِيَّ رَحْمَةِ الْعَالَمِينَ مَجْدُ ذُرَّةٍ بَعْدَ مَقْدَارٍ كِي اَسْ حَقِيرٍ
تَمْلِیْقَ كَوْثَرٍ قَبُولِیْتِ سَعَى نَوَازِ اَوْدَا سَعَى مِیْرِی بَخْشِشِ كَا ذُرِّیْعِهِ
بنا ۔

اُکس

اے گنبد خضریٰ کے مکیں آقا! یہ بندہ گنگا راہ کے دربارِ مصطفویٰ
میں آپ کے ہی سدا بہار گلشنِ رسالت کی چند شگفتہ کلیاں پیش کرتا ہے اپنے
سیاہ کارِ غلام کی اس ناتمام سعی کو قبول فرمائیے اور حشر میں اپنے دامنِ نفاعت
میں پناہ دیجیے اور اسے شاہِ ہر دوسرا!

ہست شانِ رحمت گیتی نواز
آرزو وارم کہ میرم در عجز از
از درت نیز دگر اجزائے من
واسے امروزم خوشا فرماتے من

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمَشَائِكِ وَلِلْكَافِرِ الْمُؤْمِنِينَ
يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا عَلَيَّ سَيِّدِنَا وَ
مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
الْمُحِبِّ كَمَا تُحِبُّ وَسَرِّضْنِي ۔

ریاض احمد صدائی

۳ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ